اسلام کا فلسفہ جہاد



محمد توصیف رضا قادری علیمی

Abde Mustafa Publications

اسلام کا فلسفہ

جہاد

محمد توصیف رضا قادری علیمی

Abde Mustafa Publications

اسلام کا فلسفۂ جہاد

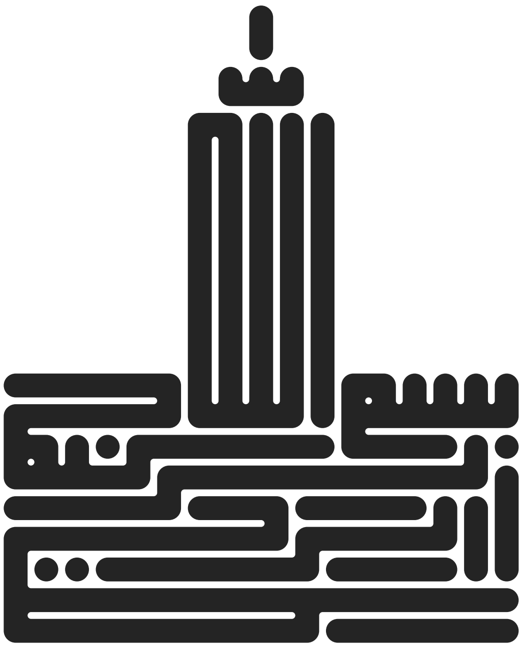
از قلم: محمد توصیف رضا قادری علیمی

Publisher: Abde Mustafa Publications
Digitally Published by Sabiya Virtual Publication
Powered by Abde Mustafa Organisation

Publication Date: November 2023 Total Pages: 81
Edition: 1st
Book No.: SVPBN437

Cover Design & Formatting : Pure Sunni Graphics

our family:



All praise to Allah, the Lord of the Creation,
and countless blessings and peace upon
our Master Muhammad صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ , the leader of the Prophets.

فہرست

عبد مصطفی آرگنائزیشن کا تعارف

عبد مصطفی آرگنائزیشن سنہ ۱۴۳۵ ہجری (۲۰۱۴ء) سے قرآن و سنت کی تعلیمات کو پرنٹ میڈیا اور ڈجٹل میڈیا کے ذریعے عام کرنے کے مقصد کے تحت کام کر رہی ہے۔

• ہمارے شعبہ جات اور سرگرمیاں

ہم مختلف شعبوں میں کام کر رہے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

• عبد مصطفی پبلی کیشنز **(Abde Mustafa Publications)**

یہ ہمارا سب سے خاص شعبہ ہے جہاں مختلف موضوعات اور زبانوں میں کتابیں شائع کی جاتی ہیں۔ ہماری شائع کی گئی کتابوں کو پڑھنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں:

www.abdemustafa.org

• بلاگ **(Blog)**

ہم مختلف موضوعات اور زبانوں میں تحریریں شائع کرتے ہیں جو علمی اور تحقیقی ہوتی ہیں، انھیں ہمارے بلاگ پر دیکھا جا سکتا ہے: amo.news/blog

• صابیا ورچوئل پبلی کیشن **(Sabiya Virtual Publication)**

یہ پلیٹ فارم ورچوئل پبلشنگ کے لیے ہے یعنی اس کے ذریعے کتابوں کو ڈجٹل فارمیٹس **(Digital Formats)** میں انٹرنیٹ پر شائع کیا جاتا ہے، اس پلیٹ فارم سے مسلسل ڈجٹل لائبریری میں کتابوں کا اضافہ ہو رہا ہے۔

• رومن بکس (Roman Books)

یہ شعبہ اردو کتابوں کو رومن اردو میں ڈھالنے کے لیے ہے، موجودہ دور میں رومن اردو کے بڑھتے ہوئے استعمال کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پروجیکٹ کا آغاز کیا گیا ہے۔

• ای نکاح سروس (E Nikah Matrimonial Service)

یہ شادیاں کروانے والی سروس ہے جو خاص اہل سنت و جماعت کے لیے شروع کی گئی ہے۔ اس سروس کے ذریعے سنیوں کی شادی سنیوں سے کروائی جاتی ہے۔ یہ سروس سنیوں کو رشتے تلاش کرنے میں آسانی فراہم کر رہی ہے۔ رجسٹر کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ پر جائیں: www.enikah.in

• نکاح اگین سروس (Nikah Again Service)

یہ سروس تعدد ازواج یعنی ایک سے زائد نکاح (Polygamy) کو رواج دینے کے لیے شروع کی گئی ہے۔

• ٹیکنکل سنی (Technical Sunni)

ٹیکنالوجی سے جڑی معلومات کو عام کرنے کے لیے اس مہم کا آغاز کیا گیا ہے، اس میں ہم ایک منفرد انداز میں ٹیکنالوجی کے متعلق معلومات پیش کرتے ہیں تاکہ قوم اس سے فائدہ اٹھا سکے۔

مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے ہم سے رابطہ کریں۔ عبد مصطفی آرگنائزیشن

شرف انتساب

میں اپنی اس حقیر تالیف کو اس مرد مجاہد کے نام منسوب کرتا ہوں جنہیں دنیا فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین ایوبی شافعی قدس سرہ القوی (ت ۵۸۹ھ) کے نام سے جانتی ہے اور ساتھ ہی فلسطین کے جملہ شہداء و غازیان اسلام کے نام جن کی جرأت و استقامت اور جذبۂ شہادت عالم اسلام کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ عزّوجل اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ و طفیل اس رسالہ کو مقبولیت عامہ نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین و خاتم النبیین ﷺ

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

توصیف رضا علیمی کٹیہاری
الغزالی اکیڈمی و اعلیٰ حضرت مشن

تہدیہ

سراج الامہ کاشف الغمہ امام الائمہ سیدنا

امامِ اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۱۵۰ھ)

إمام دار الهجرة سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۱۷۹ھ)

امام مجتهد عالم قریش سیدنا امام

ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی مطلبی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۲۰۴ھ)

إمام المحدثین امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۲۴۱ھ)

حجة الإسلام و برکة الأنام سیدنا امام أبوحامد

محمد بن محمد بن محمد الغزالي الطوسي الشافعي رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۵۰۵ھ)

پیر پیران غوث جیلاں شیخ محی الملۃ و الدین قطب ربانی، غوث صمدانی سیدنا و مولٰنا ابی محمد

عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی البغدادی، رضی اللہ تعالٰی عنہ و ارضاہ (ت ۵۶۱ھ)

خواجہ خواجگان سلطان الہند سید نا معین الدین حسن

چشتی اجمیری رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۶۳۳ھ)

سلطان المشائخ سید نا خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۷۲۵ھ)

مخدوم العالم قطب بنگال گنج نبات علاء الحق والدین

شیخ عمر بن اسعد خالدی پنڈوی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۷۸۰ھ)

سلطان المحققین برھان العاشقین سیدنا

مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری فردوسی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۷۸۲ھ)

سلطان التارکین، غوث العالم، محبوب یزدانی، سیدنا سلطان اوحد الدین

مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۸۰۱، ۸۰۸، ۸۳۲، ھ)

شیخ الاسلام والمسلمین وحُجۃ اللہ فی الارضین، تاج الفحول الکاملین، سراجُ الفقھا

والمحدِّثین وآیتُ من آیت اللہ ربّ العالمین ومعجزۃٌ من معجزات رحمۃ للعالمین امام

اھلسنت مجدد دین وملت الشّاہ

امام احمد رَضا خان محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۱۳۴۰ھ)

مبلغِ اسلام، سفیرِ نظامِ مصطفی خلیفۂ اعلی حضرت حضرت

علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی مہاجر مدنی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۱۳۸۳ھ)

مجدد ابن مجدد اعظم، امام الفقہا، قطب عالم حضور مفتی اعظم علامہ الشاہ

محمد ابوالبرکات محی الدین جیلانی محمد مصطفی رضا قادری رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۱۴۰۲ھ)

شیخ العرب والعجم، فقیہ اسلام تاج الشریعہ بدر الطریقہ شہزادۂ مفسرِ اعظم حضرت العلام الشاہ المفتی

محمد اختر رضا خاں قادری ازہری محدث بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ (ت ۱۴۳۹ھ)

استاذ العلماء مناظر اہلسنت فقیہ عصر حضرت علامہ

مفتی محمد طفیل احمد رضوی نوری مصباحی نور اللہ مرقدہ (ت ۱۴۳۷ھ)

فیضانِ کرم کا امیدوار

توصیف رضا علیمی کٹیہاری عفی عنہ

بانی الغزالی اکیڈمی واعلی حضرت مشن

نذرانہ عقیدت

ان علماء کرام، فقہاء اسلام، محدثین مفسرین مجددین مجتہدین کی مقدس بارگاہ میں جن کے قلمدان کی سیاہی شہیدوں کے لہو پر غالب ہے۔

عقیدت کیش

توصیف رضا علیمی کٹیہاری

کلمات تشکر

جملہ اساتذہ کرام، اور والدہ محترمہ کی بارگاہ میں ہدیہ تشکر پیش کرتا ہوں جنہوں نے میری خصوصی تربیت فرمائی۔۔۔۔۔۔

جن کی شفقت و محبت اور دعائیں میری قیمتی سرمایہ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔اور بالخصوص برادران کبیر مولانا شکیل احمد رضوی منظری و غلام جیلانی رضوی کٹیہاری حفظهما اللہ تعالیٰ کا جنہوں نے مجھ احقر کو تصنیف و تالیف میں جذبہ اور تاکید کرتے رہے۔

خاکسار

توصیف رضا قادری علیمی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدُ لله ربِّ العالمين، والصلاةُ والسلام على أشرفِ المرسلين المبعوثِ رحمةً للعالمين وعلى آله الأطهار، وأصحابه الأخيار الذين بلَّغوا الرسالة، وأدُّوا الأمانَة، ونصحوا الأُمَّة، وجاهدوا في الله حقَّ جهاده، أما بعد:

قرآن واحادیث واقوال ائمہ کی روشنی میں جہاد سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

بنام

اسلام کا فلسفۂ جہاد

مصنف

محمد توصیف رضا قادری علیمی

فاضل جامعہ علیمیہ جمدا شاہی بستی (یوپی)

زیر اہتمام

اعلی حضرت مشن کٹیہار

ناشر: الغزالی اکیڈمی کٹیہار

حرفِ آغاز

یہ بدیہی حقیقت ہے کہ اسلام ایک امن پسند، فطرت سے ہم آہنگ اور قدرتی مظاہر سے بھرپور مذہب ہے۔ اس کی نرم پالیسیوں، انسانیت کے احترام اور ایسے بنیادوں اور طریق کار کی بناء پر ہے جس میں بنی نوع انسان کے حقوق کو تحفظ ملتا ہے۔ اسے دینِ انسانیت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے آج دنیا میں جہاد کے نام پر دہشت گردانہ کارروائیوں کو مذہب اسلام سے جوڑا جاتا ہے۔ آج اسلامی تصورِ جہاد کو خون ریزی اور جنگ وجدال کا تاثر دیا جاتا ہے۔۔۔ دراصل دین اسلام کی عالمگیر اور آفاقی خوبیوں اور محاسن کی بنا پر اس کے دشمنان اور حاسدین روزِ اول سے ہی اس کے خاتمے کے لئے کوشاں ہیں یہی وجہ ہے کہ قتل وغارتگری کا نام جہاد کے سے موسوم کرتے ہیں اور کچھ شر پسند عناصر جیسے طالبان (پاکستان)، داعش، بوکو حرم وغیرہ دہشت گرد تنظیموں سے تعلق رکھنے والے نہ صرف جہاد اور اسلام سے متعلق گمراہ کن پروپیگنڈے کرتے ہیں بلکہ مقدس جہاد کے اصل مفہوم کو ہی مسخ کرکے اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ خراب کرنے کی سعی میں ملوث ہیں۔ اس سے مسلمانوں کو محتاط رہنے کی سخت ضرورت ہے۔

یاد رہے! جہاد کا یہ معنی نہیں ہے کہ کسی بے قصور کو ناحق قتل کیا جائے۔ بلکہ جہاد' کا لفظ لغوی طور پر کوشش، محنت ومشقت اور تگ ودو کی مختلف شکلوں کا احاطہ کرتا ہے اور اسے

دینی پس منظر میں لیا جائے تو اسلام کی سربلندی، دعوت و تبلیغ، ترویج و تنفیذ اور تحفظ و دفاع کے لئے کی جانے والی مختلف النوع عملی کوششوں کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنی خواہشات پر کنٹرول اور نفس کی اصلاح کی مساعی پر بھی جہاد کا لفظ بولا گیا ہے۔

دوم: یہ ذہن میں بیٹھا لینی چاہیے کہ اَساسی اور بنیادی طور پر اسلامی فلسفۂ جہاد ایک ایسی پر اَمن، تعمیری، اخلاقی اور روحانی جدوجہد ہے جو حق و صداقت اور انسانیت کی فلاح کے لیے بپا کی جاتی ہے۔ ابتداءً اس جدوجہد کا جنگی معرکہ آرائی اور مسلح ٹکراؤ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ یہ جدوجہد اُصولی بنیادوں پر صرف ایسے ماحول کا تقاضا کرتا ہے جس میں ہر شخص کا ضمیر، زبان اور قلم اپنا پیغام دلوں تک پہنچانے میں آزاد ہو۔ معاشرے میں امن و امان کا دور دورہ ہو۔ انسانی حقوق مکمل طور پر محفوظ ہوں۔ ظلم و استحصال اور استبداد کی کوئی گنجائش نہ ہو اور دنیا کے تمام ممالک پر امن بقائے باہمی کے رشتے میں منسلک ہوں۔

لیکن جب اَمن دشمن طاقتیں علم و عقل کی رہنمائی سے محروم ہو کر مقابلہ پر آجائیں اور اجتماعی اَمن و سکون اور نظم و نسق کے خلاف تباہ کن سازشیں اور علی الاعلان جنگی تدابیر کرنے لگیں تو ایسے وقت میں جہاد کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ امن و سلامتی کے دشمنوں اور ان کے تمام جنگی مرکزوں کے خلاف مسلح جدوجہد کی جائے تاکہ امن و آشتی کے ماحول کو بحال اور خیر و فلاح پر مبنی معاشرہ قائم کیا جا سکے۔

سوم: قرآنی آیات سے یہ واضح اشارہ ملتا ہے کہ جہاد خدا کی راہ میں جدوجہد یا معرکہ آرائی

کرنا ہے اس کا مطلب تشدد کرنا، دہشت پھیلانا ہرگز نہیں ہے۔وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ "(ت)اور اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہی سچے ہیں(الحجرت:15)

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ جان و مال سے قربانی' یہ صفات جس میں موجود ہوں وہی سچّے مومن ہیں اور اس کے برعکس جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بے قصوروں کو موت کے گھاٹ اتارنا، انکی جان و مال کو تار تار کرنا یہی جہاد ہے اُس میں وہ سچّے نہیں جھوٹے ہیں بلکہ مقدس جہاد کو نفرت میں بدلنا ہے اور مسلمانوں کے لیے مسائل کھڑے کرنا ہے اور ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کو خطرے میں ڈالنا ہے۔

لہذا آج وقت کی ضرورت ہے کہ اس نفرت سے بیزاری کا اعلان کیا جائے، الفت و محبت کی شمع جلایا جائے اور امن و شانتی کے ساتھ روحانی جہاد پر توجہ دی جائے جو نفس کو برائیوں سے بچانے اور غریبوں، محتاجوں اور پریشان حالوں کی مدد کی جانب قائل کرتا ہے۔ جو مسلمان تعلیمی اداروں میں غریبوں کی تعلیم کا انتظام کرتے ہیں، ضرورت مندوں کی دادرسی کرتے ہیں اور حب الوطنی کی ترغیب دیتے ہیں وہ بھی جہاد کے زمرے میں ہی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد کا صحیح مفہوم سمجھنے اور سمجھانے والا بنائے۔آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاکپائے مبلغِ اسلام محمد توصیف رضا قادری علیمی غفرلہ

ابن علامہ مفتی طفیل احمد رضوی مصباحی علیہ الرحمہ، 15/مئی/2023ء

جہاد کا لغوی معنی

لفظِ جہاد، جھد سے ماخوذ ہے۔ لفظ جہد جیم پر زبر کے ساتھ جَھْدٌ اور پیش کے ساتھ جُھْدٌ دونوں طرح مستعمل ہے۔ یہ ایک کثیر المعانی لفظ ہے جس کے لغوی معنی سخت محنت و مشقت، طاقت و اِستطاعت، کوشش اور جد و جہد کے ہیں۔ ذیل میں ہم چند مشہور آئمہ لغت کی کتب سے جہاد کا مفہوم بیان کرتے ہیں؛

(1) امام ابن فارس (م 395ھ) لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جَهْدٌ الْجِيْمُ وَالْهَاءُ وَالدَّالُ أَصْلُهُ الْمَشَقَّةُ، ثُمَّ يُحْمَلُ عَلَيْهِ مَا يُقَارِبُهُ.(ت)

لفظِ جہد (جیم، ھاء اور دال) کے معنی اَصلاً محنت و مشقت کے ہیں، پھر اس کا اطلاق اس کے قریب المعنٰی الفاظ پر بھی کیا جاتا ہے۔ (ابن فارس، معجم مقاییس اللغۃ، ج:1، ص:486، ط: دار الفکر)

(2)۔ امام ابو منصور محمد بن احمد الازھری (م 370ھ) معروف لغوی امام اللیث کے حوالے سے لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہیں:

وَقَالَ اللَّيْث: الجَهْد: مَا جَهَد الإنسانَ من مَرَض أَو أَمر شاق فَهُوَ مَجْهود. قَالَ: والجُهْد لُغَة بِهَذَا الْمَعْنى، قَالَ: والجُهد: شَيْء قليلٌ يعِيش بِهِ المُقلّ على جَهْدِ العَيْش.

قَالَ الله جلّ وعزّ: ﴿وَالَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ إِلاَّ جُهْدَهُمْ﴾ (التّوبَة:٧٩) على هَذَا

الْمَعْنی.(ت) امام لیث کہتے ہیں: جَھْدٌ (جیم کی فتح کے ساتھ) سے مراد وہ شئ ہے جو انسان کو تھکا دے، خواہ وہ کوئی بیماری ہو یا کوئی دوسرا مشقت آمیز کام۔ انہوں نے کہا: لغوی طور پر جُھْدٌ کا بھی یہی معنی ہے۔ جُھْدٌ کا ایک معنی قلیل شئ ہے جس پر کوئی مفلس شخص بڑی مشکل کے ساتھ گزارا کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُھْدَھُمْ" 'جو اپنی محنت و مشقت کے سوا (کچھ زیادہ مقدور) نہیں پاتے۔(الأزهري، تهذيب اللغة،ج:6، ص:26، ط: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الأولى، ٢٠٠١م)

(3)۔امام راغب اصفہانی (م 502ھ) لفظ جہد کے معانی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جهد الجَهْدُ والجُهْد: الطاقة والمشقة، وقيل:الجَهْد بالفتح: المشقة، والجُهْد: الوسع. وقيل: الجهد للإنسان، وقال تعالى: وَالَّذِينَ لا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ [التوبة/ ٧٩]، وقال تعالى: وَأَقْسَمُوا بِاللهِ جَهْدَ أَيْمانِهِمْ [النور/ ٥٣]، أي: حلفوا واجتهدوا في الحلف أن يأتوا به على أبلغ ما في وسعهم. والاجتهاد: أخذ النفس ببذل الطاقة وتحمّل المشقة، يقال: جَهَدْتُ رأيي وأَجْهَدْتُهُ: أتعبته بالفكر، والجِهادُ والمجاهدة: استفراغ الوسع في مدافعة العدو، والجِهَاد ثلاثة أضرب: - مجاهدة العدو الظاهر. - ومجاهدة الشيطان. - ومجاهدة النفس. وتدخل ثلاثتها في قوله تعالى: وَجاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهادِهِ [الحج/ ٧٨]، وَجاهِدُوا بِأَمْوالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ [التوبة/ ٤١]، إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

وَهاجَرُوا وَجاهَدُوا بِأَمْوالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ [الأنفال/ ٧٢]، وقال ﷺ: «جاهدوا أهواءكم كما تجاهدون أعداءكم» «١» . والمجاهدة تكون باليد واللسان، قال ﷺ «جاهدوا الكفار بأيديكم وألسنتكم»

(ت) جَهَدَ، اَلْجَهْدُ اور اَلْجُهْدُ کے معنی طاقت واِستطاعت اور محنت ومشقت کے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جیم پر زبر کے ساتھ الجَہد مشقت کے معنی میں ہے اور الجُھد کا معنی کسی چیز کا وسیع ہونا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ الجُھد کا استعمال اِنسانوں کے لیے خاص ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ" جو اپنی محنت ومشقت کے سوا (کچھ زیادہ مقدور) نہیں پاتے" اور فرمایا: "وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ" وہ بڑے تاکیدی حلف کے ساتھ للہ کی قسم کھاتے ہیں" یعنی وہ حتی الوسع تاکید کے ساتھ قسم کھاتے ہیں کہ وہ اس قسم کو پورا کریں گے۔ اسی طرح اِجتہاد کا معنی ہے: نفس کو ہمت وطاقت کے صرف کرنے اور مشقت کو برداشت کرنے کا پابند بنانا۔ کہا جاتا ہے: جَهَدْتُ رَأْيِي وَأَجْهَدْتُهُ یعنی 'میں نے اپنی رائے خوب سوچ بچار اور غور وفکر کے بعد قائم کی ہے'۔ جہاد اور مجاہدہ کا معنی ہے: دشمن سے مدافعت کرتے ہوئے اپنی قوت وطاقت اور صلاحیت کو استعمال کرنا۔ جہاد کی تین اقسام ہیں: ظاہری دشمن کے خلاف جہاد، شیطان کے خلاف جہاد اور نفس کے خلاف جہاد۔ یہ تینوں اَقسام ان اِرشاداتِ ربانی میں شامل ہیں: "وَجَاهِدُوْا فِي للہ حَقَّ جِهَادِهٖ" 'اور للہ (کی محبت وطاعت) میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کا حق ہے'،

"وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰه" ’اور اپنے مال وجان سے للہ کی راہ میں جہاد کرو‘، "اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰه" ’بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (اللہ کے لیے) وطن چھوڑ دیے اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا‘۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: اپنی خواہشات کے خلاف جہاد کرو جس طرح تم اپنے دشمن کے خلاف جہاد کرتے ہو۔ یہ جہاد ہاتھ سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی، جیسا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: کفار سے ہاتھ اور زبان دونوں سے جہاد کرو۔(راغب أصفهانی، المفردات في غريب القرآن،ص:208، ط: دار القلم، الدار الشامية - دمشق بيروت)

(4) علامہ ابن منظور افریقی (630-711ھ) امامِ لغت فراء کے حوالے سے لفظِ جہد کا معنی بیان کرتے ہیں:

وَقَالَ الْفَرَّاءُ: الجُهْدُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ الطَّاقَةُ، تَقُولُ: هَذَا جُهْدِي أَي طَاقَتِي؛ وَقُرِئَ: وَالَّذِينَ لَا يَجِدُونَ إِلا جُهدهم وجَهدَهم، بِالضَّمِّ وَالْفَتْحِ؛ الجُهْد، بِالضَّمِّ: الطَّاقَةُ، والجَهْد، بِالْفَتْحِ: مِنْ قَوْلِكِ اجْهَد جَهْدك فِي هَذَا الأَمر أَي ابْلُغْ غَايَتَكَ اھ (ت) فراء کہتے ہیں: اِس آیت میں جہد سے مراد طاقت و اِستطاعت ہے۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں: هٰذَا جُهْدِي ’یہ میری طاقت و استطاعت ہے‘۔ آیت "وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ" ’جو اپنی محنت و مشقت کے سوا (کچھ زیادہ مقدور) نہیں پاتے‘ لفظِ جہد جیم پر پیش

اور زبر دونوں حرکات کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ پیش کے ساتھ جُہد کا معنی 'طاقت و استطاعت' ہے اور زبر کے ساتھ اس کا معنی 'غایت درجہ کوشش کرنا' ہے؛ جیسا کہ آپ کہتے ہیں: إِجْهَدْ جَهْدَكَ فِي هٰذَا الأَمْرِ یعنی 'اس معاملہ کو اپنی انتہائی کوشش و محنت سے انجام تک پہنچاؤ۔ (ابن منظور، لسان العرب، ج:3، ص:134، ط: دار صادر - بیروت، الطبعة: الثالثة-١٤١٤ھ)

جہاد کا شرعی مفہوم

تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ جہاد شریعت میں قتال فی سبیل اللہ اور اس کی معاونت کو کہتے ہیں اس کی مکمل وضاحت کے لئے مذاہب اربعہ کی مستند کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے؛

جہاد کی تعریف فقہ حنفی میں:

(1) وَفِي عُرْفِ الشَّرْعِ يُسْتَعْمَلُ فِي بَذْلِ الْوُسْعِ وَالطَّاقَةِ بِالْقِتَالِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ عزوجل بِالنَّفْسِ وَالْمَالِ وَاللِّسَانِ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ اھ (ت) اللہ رب العزت کے راستے میں قتال کرنے میں اپنی جان، مال اور زبان اور دوسری چیزوں سے بھرپور کوشش کرنے کو جہاد کہتے ہیں۔ (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، ج:7، ص:97، ط: دار الكتب العلمية)

(2) الْجِهَادِ، وَهُوَ أَيْضًا أَعَمُّ غَلَبَ فِي عُرْفِهِمْ عَلَى جِهَادِ الْكُفَّارِ، وَهُوَ دَعْوَتُهُمْ إِلَى الدِّينِ الْحَقِّ، وَقِتَالُهُمْ إِنْ لَمْ يَقْبَلُوا اھ (ت) جہاد کے معنی کافروں کو دین حق کی

طرف دعوت دینا اوران سے قتال کرنا اگر وہ دین حق کو قبول نہ کریں۔

(فتح القدير على الهداية،ج:5،ص:435، ط:شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر)

جہاد کی تعریف فقہ مالکی میں:

قِتَالُ مُسْلِمٍ كَافِرًا غَيْرَ ذِي عَهْدٍ لِإِعْلَاءِ كَلِمَةِ اللَّهِ اھ(ت)جہاد کے معنی مسلمانوں کا ذی عہد کافروں سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے قتال کرنا۔

(حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني،ج:2،ص:3، ط:دار الفكر - بيروت)

جہاد کی تعریف فقہ شافعی میں:

وَشَرْعًا بَذْلُ الْجُهْدِ فِي قِتَالِ الْكُفَّارِ(ت)اور جہاد کے شرعی معنی اپنی پوری کوشش کافروں سے قتال کرنے میں صرف کرنا۔

(فتح الباري بشرح صحيح البخاري،ج:6،ص:3، ط:دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩ھ)

جہاد کی تعریف فقہ حنبلی میں:

الْجِهَادُ وَشَرْعًا: قِتَالُ الْكُفَّارِ(ت)جہاد کافروں سے لڑنے کو کہتے ہیں۔(مطالب أولي النهى في شرح غاية المنتهى،ج:2،ص:497، ط:المكتب الإسلامي،الطبعةالثانية، ١٤١٥ھ)

مفسرین کی آراء کی روشنی میں:

امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ (740-816ھ) کے نزدیک جہاد کی تعریف یوں ہے: هُوَ الدُّعَاءُ إِلَى الدِّيْنِ الْحَقِّ۔(ت) جہاد دینِ حق کی طرف دعوت دینے سے عبارت

ہے۔(كتاب التعريفات،باب الجيم، ج:1،ص:80، ط: دار الكتب العلمية بيروت -لبنان، الطبعة الأولى ١٤٠٣ھ -١٩٨٣م)۔

امام المفسرین سید شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی آلوسی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (م1270ھ) کے نزدیک: إِنَّ الْجِهَادَ بَذْلُ الْجُهْدِ فِي دَفْعِ مَا لَا يُرْضٰى اھ۔(ت) کسی ناپسندیدہ اور ضرر رساں شئ کو دور کرنے کے لیے کوشش کرنے کا نام جہاد ہے۔

(روح المعانی فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثانی،ج:5،ص:327، ط: دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة الأولى، ١٤١٥ ھ)

شیخ علی احمد الجرجاوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جہاد کے مفہوم اور مقصود یوں رقم طراز ہیں: اَلْجِهَادُ فِي الْإِسْلَامِ هُوَ قِتَالُ مَنْ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا لِتَقْوِيْضِ دَعَائِمِ الْأَمْنِ وَإِقْلَاقِ رَاحَةِ النَّاسِ وَهُمْ اٰمِنُوْنَ فِي دِيَارِهِمْ أَوِ الَّذِيْنَ يُثِيْرُوْنَ الْفِتَنَ مِنْ مَكَامِنِهَا إِمَّا بِالْحَادٍ فِي الدِّيْنِ وَخُرُوْجٍ عَنِ الْجَمَاعَةِ وَشَقِّ عَصَا الطَّاعَةِ أَوِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ إِطْفَاءَ نُوْرِ اللهِ وَيَنَاوَؤُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ الْعَدَاءَ وَيُخْرِجُوْنَهُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ وَيَنْقُضُونَ الْعُهُوْدَ وَيَخْفِرُوْنَ بِالذِّمَمِ. فَالْجِهَادُ إِذَنْ هُوَ لِدَفْعِ الْأَذٰى وَالْمَكْرُوهِ وَرَفْعِ الْمَظَالِمِ وَالذَّوْدِ عَنِ الْمَحَارِمِ اھ

(ت) اِسلام میں جہاد کا مفہوم ان لوگوں کی سرکوبی کرنا ہے جو بناء اَمن کو تباہ و برباد کرنے، اِنسانوں کے آرام و سکون کو ختم کرنے اور للہ کی زمین میں فساد انگیزی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ خصوصًا اُس وقت جب لوگ اپنے گھروں میں انتہائی پُرسکون زندگی بسر کر رہے

ہوں۔ یا ان لوگوں کے خلاف جدو جہد کرنا جو پوشیدہ جگہوں اور خفیہ طریقوں سے (اَمنِ عالم کو تباہ کرنے کے لیے) فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں، خواہ (یہ کاوش) کسی کو دین سے منحرف کرنے کی صورت میں ہو یا جماعت سے باغی کرنے اور اطاعت کی زندگی سے رُوگردانی کرنے کے لیے ہو یا ان لوگوں کے خلاف ہو جو اللہ کے نور کو (ظلم و جبر سے) بجھانا چاہتے ہوں اور مسلمانوں کو جنہیں وہ اپنا دشمن قرار دیتے ہیں (اپنے وطن سے نکال کر) دور بھگانا چاہتے ہوں اور انہیں اپنے ہی گھروں سے بے گھر کرتے ہوں، عہد شکنی کرتے ہوں اور باہمی اَمن و سلامتی کے معاہدات کی پاس داری نہ کرتے ہوں۔ غرضیکہ جہادِ انسانیت کے لیے اَذیت و تکلیف دہ ماحول اور ناپسندیدہ، ظالمانہ اور جابرانہ نظام کو ختم کرنے اور محارم کی حفاظت کرنے کا نام ہے۔

(حكمة التشريع و فلسفته، ج:2، ص:217، ط: دارالفكر، الطبعة الثانية، ۱۴۲۴ھ-۲۰۰۳م)

فائدے:

(1) یعنی لفظ جہاد کا مفہوم یہ ہوگا کہ کسی بھی نیکی اور بھلائی کے کام کے لیے جدو جہد میں اگر اِنتہائی طاقت اور محنت صرف کی جائے اور حصولِ مقصد کے لیے ہر قسم کی تکلیف اور مشقت برداشت کی جائے، تو اس کوشش کو جہاد کہیں گے۔

(2) جہاد کا مقصد نہ تو مالِ غنیمت سمیٹنا ہے اور نہ ہی اس کا مقصد ملک و سلطنت کی توسیع ہے۔ بلکہ جہاد تو پُراَمن شہریوں کے جان، مال اور عزت و آبرو کی محافظ ہے۔ فتنہ و فساد، سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے خاتمہ، سرکشی و بغاوت کی سرکوبی، ظلم و بربریت، درندگی،

ناانصافی، ناحق اِنسانی خونریزی، قتل و غارت گری اور دہشت گردی کے خلاف راست اقدام کرنا ہے۔ اور یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ ضروری ہے تاکہ اللہ کی زمین ہر قسم کے فتنہ و فساد سے پاک ہو، اَمن بحال ہو اور قیامِ عدل کے لیے راہ ہموار ہو۔

(3) اِنفرادی سطح سے لے کر اِجتماعی سطح تک اور قومی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک اَمن و سلامتی، ترویج و اِقامتِ حق اور رضاءِ اِلٰہی کے حصول کے لیے مومن کا اپنی تمام تر جانی، مالی، جسمانی، لسانی اور ذہنی و تخلیقی صلاحیتیں صرف کر دینا جہاد کہلاتا ہے۔

لفظِ جہاد اور قتال میں فرق

قرآن حکیم میں سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک کسی ایک آیت میں بھی نہیں کہ جہاں جہاد اور قتال کے دونوں الفاظ یا دونوں حکم ایک جگہ اکٹھے ذکر کیا گیا ہو۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ دونوں کے درمیان کے فرق کو قائم رکھنا ہے تاکہ لوگ دونوں اِصطلاحات یا تصورات میں خلط ملط نہ کر بیٹھیں۔ اور دونوں (جہاد اور قتال) کو ایک دوسرے کا ہم معنی یا متبادل نہ سمجھ بیٹھیں۔ کیوں کہ قتال جنگ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جب کہ جہاد کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ درج ذیل قرآنی آیات ملاحظہ ہو:

(الف) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ (البقرۃ : 279)

ترجمہ: پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کر لو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔ (کنزالایمان)۔

ف: آیت مذکورہ میں سود کی سنگینی کو ظاہر کرنے کے لیے لفظِ حرب استعمال کیا گیا ہے اور حرب کا معنی لڑائی یا جنگ ہوتا ہے۔ لہذا یہاں جہاد مراد نہیں ہے۔

(ب) يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ (المائدۃ: 64)۔ ترجمہ: ہم نے قیامت تک آپس میں دشمنی اور بیر ڈال دیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اسے بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد کے لیے دوڑتے پھرتے ہیں، اور اللہ فسادیوں کو نہیں چاہتا (کنزالایمان)۔

ف: اس آیت کریمہ کا روئے سخن یہود و نصاریٰ کی طرف ہے۔ یہاں بھی حرب سے مراد ہرگز جہاد نہیں بلکہ منفی مقاصد پر مبنی جنگ و قتال ہے۔

(پ) فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (الانفال: 57)

ترجمہ: تو اگر تم انہیں کہیں لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسا قتل کرو جس سے ان کے پس ماندوں کو بھگاؤ اس امید پر کہ شاید انہیں عبرت ہو (کنزالایمان)۔

ف: یہ آیت قبائلِ یہود بار بار عہد شکنی کے مرتکب ہوتے تھے انہی کے متعلق نازل ہوئی۔ یہودیوں نے ذاتی بغض و عناد کے باعث لڑائیوں کا جو سلسلہ شروع کیا ہوا تھا اور قبائلِ عرب کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے میں مصروف تھے۔ قرآن مجید میں اس منفی کارروائی کا ذکر

حرب سے کیا ہے۔

(ث) فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَ اِمَّا فِدَآءً حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ذٰلِكَ وَ لَوْ يَشَآءُ اللهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ (محمد: 4)۔ ترجمہ: پھر اس کے بعد چاہے احسان کر کے چھوڑ دو چاہے فدیہ لے لو یہاں تک کہ لڑائی اپنا بوجھ رکھ دے بات یہ ہے اور اللہ چاہتا تو آپ ہی ان سے بدلہ لیتا مگر اس لئے تم میں ایک کو دوسرے سے جانچے (کنزالایمان)۔

ف: یہ آیت تمام کفار کے متعلق ہے اور یہاں بھی لفظ 'حرب' کلیۃً منفی جنگی کارروائی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ بس اتنا یاد رہے کہ خود عربی زبان میں جنگ کے لیے 'حرب' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسی لیے جہاد پر حرب کا اطلاق نہیں کیا جاتا۔ کیوں کہ جنگ یعنی حرب فتنوں کی پرورش کرتی ہے جبکہ جہاد فتنہ وفساد کو ختم کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔

نوٹ: قرآن مجید میں جہاد سے متعلق چھتیس (36) آیات نازل ہوئی ہے۔ اُن میں سے کوئی ایک آیت بھی نہیں جس کے متن میں جہاد اور قتال کا ذکر اکٹھا آیا ہو۔ دونوں تصورات کو الگ الگ ذکر کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ جہاد کے لفظی معنی کا جنگ وقتال سے کوئی تعلق نہیں۔

اسی طرح لفظِ ''قتال'' درج ذیل مقامات پر جنگ وجدال کے لئے استعمال ہوا ہے:

(الف) فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبۃ: 5)

(ب) يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ (البقرۃ:217)

(پ) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ (النساء:77)

نوٹ: قرآن کریم کی ساٹھ (60) آیات میں قتال کا ذکر آیا ہے مگر ان میں ایک آیت میں بھی قتال کے ساتھ جہاد کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ان دونوں اِصطلاحات کا بحث الگ الگ کیا گیا ہے۔

لفظِ جہاد ایک ازالہ

اگر لفظ جہاد کا معنی جنگ اور قتال ہی ہوتا تو پھر مکہ میں نازل ہونے والی آیات جہاد کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مشرکین کے خلاف مسلح جدوجہد کیوں نہیں کی؟۔۔۔۔۔ ’’جہاد کے اس جامع اور وسیع مفہوم کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں جہاد کا حکم سب سے پہلے شہرِ مکہ میں اُس وقت نازل ہوا جب کہ ابھی جہاد بالسیف کی اجازت بھی نہیں ملی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جبر و تشدد کے پہاڑ ڈھائے جاتے مگر انہیں اپنے دفاع اور اپنی جان بچانے کے لیے بھی ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں تھی۔ انہیں اس وقت تک صبر کرنے کی تلقین کی گئی جب تک للہ تعالیٰ نے ان کے لیے نجات کی سبیل پیدا نہ فرما دی۔ اس ممانعت کے باوجود جہاد کے متعلق پانچ آیات

مکہ میں نازل ہوئیں۔

(1) فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا "تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد" (الفرقان:52)

ف: حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: یہاں جہاد سے تلوار کا جہاد مراد نہیں کیونکہ جہاد مدینہ میں فرض ہوا۔ اور جہاد کبیر کی چند صورتیں ہیں زبانی تبلیغ کرنا، کفار ان کے معبودوں کی تردید کرنا۔ ان سب سے علیحدہ رہنا، ان سے دلی محبت نہ کرنا اور دین پر قائم رہنا (نور العرفان)۔

(2) وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ "ترجمہ: اور جو اللہ کی راہ میں کوشش کرے تو اپنے ہی بھلے کو کوشش کرتا ہے بیشک اللہ بے پرواہ ہے سارے جہان سے" (العنکبوت:6)

ف: اس آیت کے تمام تراجم اور ائمہ تفاسیر نے جہاد سے مراد کوشش اور قُربِ الٰہی یعنی روحانی ترقی لیا ہے۔ سو جو شخص مؤمنین کی فلاح اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوشش (جہاد) کیا وہ خداوند کریم کے قریب ہوا اور اس میں سراسر اس کا اپنا فائدہ ہے۔ اور اگر اس نے جہاد (کوشش) نہ کیا تو کافر و زندیق غالب آجائے گی، اس کی آزادی چھن جائے گی اسے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا جائے گا۔ وغیرہم اس کا علاج یہی ہے کہ اللہ کے سوا وہ کسی کی اطاعت نہ کرے، خواہشات نفسانیہ اور برائی کی مخالفت کرے اور کلمۃ الحق کے لئے ثابت

قدم رہے۔

(3)وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا. "ترجمہ:اور اگر تو وہ تجھ سے کوشش کریں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو تو ان کا کہا نہ مان (العنکبوت:8)۔

ف: یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالی عنہ کے حق میں نازل ہوئی، اس آیت میں بھی جہاد سے مراد کوشش ہے۔

(تفسیر الخازن،العنکبوت، تحت الآیۃ: 8، ج:3،ص:376، ط: دار الکتب العلمیۃ-بیروت)

(4)وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ "ترجمہ:اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے (العنکبوت:69)۔

ف: مکہ میں نازل ہونے والی اس آیت مبارکہ سے بھی جہاد سے مراد کوشش ہے اور وہ کوشش اخلاقی و روحانی اقدار کے احیاء اور تحفظ کے لیے جدوجہد ہے جو شریعت وطریقت کی جامع ہے یعنی جو توبہ میں کوشش کریں گے، جو طلب علم میں کوشاں ہوں گے، جو اتباع سنت میں مصروف ہوں گے، کلمۃ الحق بلند کرنے اور اسکی رغبت دلانے میں کوشش کریں گے، اُنھیں حق تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ مل گیا اور بیشک اللہ تعالیٰ کوشش کرنے والوں کے ساتھ ہے اور اُنھیں حق کا راستہ ضرور دکھاتا ہے۔ دوم: یہاں "فینا" کا لفظ بڑا غور طلب ہے۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ اس جہاد (کوشش) کے پیش نظر کوئی دنیوی مقصد نہ ہو۔ ساری دوڑ

دھوپ اپنی ناموری اور حصول جاہ و منصب کے لیے نہ ہو، بلکہ اس ساری جدوجہد کا مدعا اللہ تعالیٰ کی رضا ہو۔ اگر اس میں ذرا سا فتور بھی آ گیا تو اسے قرآن کی اصطلاح میں جہاد نہیں کہا جائے گا۔

(5) وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا. ''ترجمہ: اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کی حقیقت) کا تجھے کچھ علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت نہ کرنا۔'' (لقمان: 15)۔

ف: اس آیت کے تحت صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: والدین کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو ان کی اطاعت نہ کر کیونکہ خالق کی نافرمانی کرنے میں کسی مخلوق کی طاعت روا نہیں۔ (خزائن العرفان) اس آیت میں بھی جہاد کا معنی کوشش لیا گیا ہے۔

لفظِ جہاد ایک نوٹ

یہ یاد رہے! قتال جہاد کی سب سے آخری صورت ہے۔ قتال خاص ہے جہاد عام ہے لہذا قتال جہاد تو ہو سکتے ہیں لیکن جہاد لازماً قتال نہیں۔ جس طرح ہر ''مؤمن'' تو لازماً ''مسلم'' ہے لیکن ہر مسلم لازماً مومن نہیں۔ اسی طرح اصطلاحات کا ایک اور جوڑا ''نبی'' اور

"رسول" ہے۔ یہ بات سب کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ رسول کے مقابل نبی عام ہے اور رسول خاص۔ یعنی ہر رسول تو لازماً نبی ہے لیکن ہر نبی لازماً رسول نہیں، جہاد اور قتال میں بھی بالکل یہی رشتہ ہے۔

جہاد کی اقسام

بنیادی طور پر جہاد کو دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے: جہاد اکبر اور جہاد اصغر

جہاد اکبر

(1) جہاد بالنفس:

یہ جہادِ اَکبر ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس غازیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جہادِ اَصغر (جہاد بالسیف) سے جہادِ اَکبر کی طرف لوٹ کر آنا مبارک ہو۔ عرض کیا گیا: جہادِ اَکبر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اَکبر ہے۔

(أخرجه البيهقي في الزهد الكبير،ص:165، رقم الحديث:373،ط: مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت/ والخطيب البغدادي في تاريخ بغداد،ج:15،ص:685، رقم الحديث:7296، ط: دار الغرب الإسلامي - بيروت/وابن عساكر في تاريخ مدينة دمشق، ج:6،ص:438، رقم الحديث:415،ط:دار الفكر بيروت

لبنان/ وذكره ابن رجب الحنبلي في جامع العلوم والحكم، ص:458، ط: دار ابن كثير، دمشق - بيروت/ والمزي في تهذيب الكمال في أسماء الرجال، ج:2 ص:144، ط:مؤسسة الرسالة - بيروت/ والسيوطي في شرح سنن ابن ماجة، ص:282، رقم الحديث:3934، ط: قديمي كتب خانة - كراتشي)

امام راغب الاصفہانی نے 'محاضرات الادباء' میں بیان کیا ہے: قال ابن المقفع: أعظم الجهاد جهاد المرء نفسه اھ،(ت) **امام ابن مقفع کہتے ہیں: سب سے بڑا جہاد اِنسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد ہے**-(أبو القاسم الاصفهاني في محاضرات الادباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، ج:1، ص:613، ط: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم - بيروت)

امام بدر الدین العینی نے 'عمدۃ القاری' میں اور امام ابن بطال نے 'شرح صحیح البخاری' میں بیان کیا ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی 'فتح الباری' میں کہتے ہیں: جِهَادُ الْمَرْءِ نَفْسَهُ هُوَ الْجِهَادُ الْأَكْمَلُ اھ(ت) **انسان کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد ہی کامل ترین جہاد ہے۔**

(ابن بطال في شرح صحيح البخارى، كتاب التعبير، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، ج:10، ص:210، ط: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض/ والعيني في عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، ج:23 ص:133، ط: دارالكتب العلميية- بيروت - لبنان/ وابن حجر العسقلاني في فتح الباري شرح صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، ج:11، ص:338، ط: دار المعرفة - بيروت)

علامہ محمود آلوسی البغدادی (م1270ھ) جہاد بالنفس کے حوالے سے فرماتے ہیں:

ومجاهدة النفس وهي أكبر من مجاهدة العدو الظاهرة كما يشعر به ما أخرج

البيهقي وغيره عن جابر قال : قدم على رسول الله ﷺ قوم غزاة فقال : «قدمتم خير مقدم من الجهاد الأصغر إلى الجهاد الأكبر قيل وما الجهاد الأكبر؟ قال مجاهدة العبد هواه» (ت) جہاد بالنفس دشمن سے ظاہری جہاد کرنے سے بڑا جہاد ہے، جس طرح کہ اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے جسے امام بیہقی اور دیگر محدثین نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: 'ایک گروہ جہاد کی کسی مہم سے واپس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے اِرشاد فرمایا: تمہارا جہادِ اَصغر سے جہادِ اَکبر کی طرف لوٹنا باعثِ خیر و برکت ہو۔ عرض کیا گیا: جہادِ اَکبر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بندے کا اپنی نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

(الآلوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ج:9،ص:198، ط: دار الكتب العلمية - بيروت)

ف: جہاد بالنفس بندۂ مؤمن کیلئے نفسانی خواہشات سے مسلسل اور صبر آزما جنگ کا نام ہے۔ یہ وہ مسلسل عمل ہے جو انسان کی پوری زندگی کے ایک ایک لمحے پر محیط ہے۔ شیطان براہ راست انسان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اگر نفس کو مطیع کر لیا جائے اور اس کا تزکیہ ہو جائے تو انسان شیطانی وسوسوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔' لہذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ مجاہدہ نفس کرے کہ یہ عمل نجات کا باعث ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھادیں گے" (العنکبوت: 70) اور اگر نفس محاسبہ کے باوجود حقوق اللہ میں کوتاہی اور گناہ

کرنے سے باز نہ آئے تو اسے کھلی چھٹی نہیں دینی چاہیے کیونکہ اس طرح اس کے لیے گناہ کرنا آسان ہوجاتا ہے اور نفس کو گناہوں کی لت پڑجاتی ہے، پھر گناہوں سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے اور یہ چیز ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے لہٰذا نفس کو خبردار کرتے رہنا چاہیے۔

(2) جہاد بالعلم/جہاد بالقرآن

اس جہاد سے مراد ہر درجہ کوشش ہے۔جس کے ذریعے قرآن وسنت پر مبنی احکامات کا علم پھیلایا جائے، اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسروں کی بھی فکر کی جائے نیز توحید کے قیام کے لئے بھرپور محنت و مشقت کی جائے اور قرآنی تعلیم کی نشر و اشاعت اس طرح ہوں کہ کفر و جہالت کے اندھیرے ختم ہوجائے، دنیا رشد و ہدایت کے نور سے معمور ہوجائے۔ یہ جہاد اکبر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا

ترجمہ: تو کافروں کا کہا نہ مان اور اس قرآن سے ان پر جہاد کر بڑا جہاد (الفرقان:52)

حدیث پاک ہے:

اوّل: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی الله عنه، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم يَقُوْلُ: مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هٰذَا لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِخَيْرٍ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَة وَاللَّفْظُ لَهُ وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَيْهَقِيُّ.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو میری اس مسجد میں صرف خیر کے لیے علم سیکھنے یا اسے سکھانے کے لیے آیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے مجاہد کے مقام و مرتبہ پر ہے۔" اسے امام احمد نے، ابن ماجہ نے مذکورہ الفاظ میں اور ابن ابی شیبہ، ابو یعلی اور بیہقی نے روایت کیا۔

(أخرجه أحمد بن حنبل في المسند،ج:15، ص:245، رقم الحديث: 9419، ط: مؤسسة الرسالة/ وابن ماجة في السنن، المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ج:1، ص:82،رقم الحديث: 227، ط: دار إحياء الكتب العربية/ وابن أبي شيبة في المصنف عن أبي الدرداء رضى الله عنه مثله، ج:7، ص: 115، رقم الحديث: 34616، ط: مكتبة الرشد - الرياض/ وأبو يعلى في المسند،ج:8، ص:359، رقم الحديث:6472، ط: دار الحديث - القاهرة/ والبيهقي في شعب الإيمان،ج:3، ص:323، رقم الحديث:1575، ط: مكتبة الرشد/ وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ج:1، ص:60-59، رقم الحديث: 146، ط: دار الكتب العلمية - بيروت)

دوم:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ ِاللهِ خَشْيَةٌ، وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيْحٌ، وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ، وَتَعْلِيْمَهُ لِمَنْ لَا يَعْلَمُهُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ، لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ. رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ وَالدَّيْلَمِيُّ وَالرَّبِيْعُ وَذَكَرَهُ الْمُنْذِرِيُّ.

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو، کیونکہ اس کا سیکھنا اللہ کا خوف پیدا کرتا ہے، اس کا طلب

کرنا عبادت ہے، اس کا مذاکرہ تسبیح ہے، اس کی جستجو میں لگے رہنا جہاد ہے، بے علم کو علم سکھانا صدقہ ہے اور جو اس کا اہل ہو اس پر مال خرچ کرنا (اللہ کے) قرب کا باعث ہے، کیونکہ علم حلال و حرام (میں امتیاز) کے لیے نشانِ راہ ہے۔

اسے امام ابن عبد البر، دیلمی اور ربیع نے روایت کیا ہے اور منذری نے بیان کیا ہے۔

(أخرجه ابن عبد البر فى جامع بيان العلم وفضله،ج:1، ص:238، رقم الحديث: 268، ط: دار ابن الجوزي - السعودية/ والديلمي فى مسند الفردوس بمأثور الخطاب،ج:2،ص:41، رقم الحديث: 2237، ط: دار الكتب العلمية - بيروت/ وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ج:1، ص:52، رقم الحديث: 107، ط: دار الكتب العلمية - بيروت/ وابن حجر فى زهر الفردوس،ج:3،ص: 476، رقم الحديث: 1158، ط: جمعية دار البر، دبي/ والحاجي خليفة في كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون،ج:1، ص:18، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت)

ف: اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت و برتری عطا فرمائی تو اس کا سبب علم اور اس کا شعور و آگہی ہے جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کو اپنا خاص علم مرحمت فرمایا جس سے ساری دنیا منور ہوئی۔ اگر علم نہ ہوتا تو جہاد فی سبیل للہ کی اہمیت کو ہم کیوں کر سمجھتے؟۔ اللہ کی راہ میں مارے جانے والے شہداء کو "وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللهِ اَمْوَاتٌ" اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو (البقرۃ: 154) کیسے جانتے؟ اہل ایمان ' قتال فی سبیل اللہ کی خصوصی وصف کو کس طرح بیان کرتے؟... خود سرورِ کائنات صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی، تو وہ علم ہی کے بارے میں

ہے۔ اِقْرَأْ بِاسمِ رَبِّكَ الذَّی خَلَقَ۔ ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا (العلق:1)۔

اسی لیے علم سیکھنا اور سکھانا اعلیٰ درجہ کا جہاد ہے۔امام فضیل بن عیاض آیت مبارکہ- "وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا"(ت)اور جولوگ ہمارے حق میں جہاد (یعنی مجاہدہ) کرتے ہیں تو ہم یقیناانہیں اپنی طرف سَیر اور وصول کی راہیں دکھا دیتے ہیں"کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِي طَلَبِ الْعِلْمِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَ الْعَمَلِ بِهِ.(ت) یعنی جو حصولِ علم میں مجاہدہ کرتے ہیں، ہم اُنھیں اس پر عمل کی راہیں دکھا دیتے ہیں۔(البغوي في معالم التنزيل، ج:3،ص:568، ط: دار إحياء التراث العربي -بيروت)

تفسیر القرآن الکریم' میں ہے: وسئل سفيان الثوري رحمه الله تعالى أيهما أفضل الجهاد أم تعليم القرآن؟ فرجح تعليم القرآن في الثواب والفضل على الجهاد في سبيل الله تبارك وتعالى اھ(ت) امام سفیان ثوری سے ایک بار سوال کیا گیا: دونوں میں سے افضل کیا ہے: جہاد یا قرآن مجید کی تعلیم دینا؟ تو امام سفیان ثوری نے ثواب اور فضیلت کے اِعتبار سے تعلیمِ قرآن کو جہاد فی سبیل اللہ پر ترجیح دی۔

(محمد أحمد إسماعيل المقدم في تفسير القران الكريم، د:1، ص:2، مقدمة في فضل تعلم القرآن وتعليمه ومكانة أهله)

علم حاصل کرنے کے بعد حق اور سچائی لوگوں تک پہنچانا واجب ہے، بالخصوص آج کے دور میں کہ جہاں غلط فہمی اور جھوٹی باتوں کی بازار گرم ہے۔ اس کی دفاع کے لیے قلم و زبان

کا سہارا لینا ضروری ہے۔

(الف) جہاد بالقلم:

اس جہاد سے مراد قلم کی طاقت سے جد وجہد کرنا ہے، اس میں ہر طرح کی حق و صداقت والی تحریر آجاتی ہے جیسا کہ تصنیف، شاعری، اخبار وغیرہ، اس جہاد کے ذریعے فکری و نظریاتی شر و فساد سے اقوام عالم کو محفوظ رکھنے کے لئے ہوتا ہے، جس کو جہاد بالقلم کا نام دیا گیا ہے، یہ جہاد بالقرآن/جہاد بالعلم میں شامل ہے۔ اس جہاد کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کی ایک سورہ کا نام قلم رکھا اور اس کی قسم کھا کر اسے معتبر بنا دیا "نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ" (القلم: 1) اور ذیل میں احادیثِ مبارکہ سے بھی جہاد بالقلم کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

احادیث مبارکہ:

اوّل: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ فَقَالُوا إِنَّكَ تَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا فَأَمْسَكْتُ عَنْ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا خَرَجَ مِنِّي إِلَّا حَقٌّ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے جو چیز بھی سنتا تھا، اس کو یاد رکھنے کے لئے لکھ لیا کرتا تھا، قریش نے مجھے اس سے منع کیا اور کہا: تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ہر بات سن کر لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بشر ہیں، کبھی غصہ میں بات کرتے ہیں اور کبھی خوشی میں بات کرتے ہیں، پھر میں لکھنے سے رک گیا اور میں نے اس واقعہ کا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ذکر کیا، آپ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: تم لکھتے رہو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، اس منہ سے حق کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ (مسند احمد، ج:11، ص:57، رقم الحدیث:6510، ط: مؤسسة الرسالة)

دوم:

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ: «تَحَدَّثُوا وَلْيَتَبَوَّأْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ»، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّا نَسْمَعُ مِنْكَ أَشْيَاءَ فَنَكْتُبُهَا، فَقَالَ: «اكْتُبُوا وَلَا حَرَجَ»

ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باہر آئے تو آپ نے فرمایا: میری حدیث بیان کرو اور جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا، وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم آپ سے بہت احادیث سنتے ہیں، پھر ان کو لکھ لیتے ہیں، آپ نے فرمایا: لکھتے رہو، کوئی حرج نہیں ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني، ج:4، ص: 276، رقم الحديث :4410، ط: مكتبة ابن تيمية - القاهرة/ مسند

الشاميين للطبراني، ج:1،ص:142، رقم الحديث :227، ط: مؤسسة الرسالة- بيروت/ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد،ج:1،ص:151، رقم الحديث :677، ط: مكتبة القدسي، القاهرة)

سوم:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «قَيِّدِ الْعِلْمَ» قُلْتُ: وَمَا تَقْيِيدُهُ؟ قَالَ: «الْكِتَابُ»

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: علم کو قید کرو، میں نے پوچھا: علم کی قید کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: لکھنا۔ (المعجم الاوسط، رقم الحدیث: 848، ج: 1، ص: 259، ط: دار الحرمین - القاہرۃ)

حافظ الہیثمی نے کہا: اس کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن المؤمل ہے، ابن معین اور ابن حبان نے اس کو ثقہ قرار دیا، اور امام احمد نے لکھا: اس کی احادیث منکر ہیں۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج:1، ص: 152، ط:مكتبة القدسي، القاهرة)

چہارم:

قَالَ: (عُبَادَة بْن الصَّامِتِ) إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ اكْتُبْ، فَقَالَ مَا أَكْتُبُ؟ قَالَ اكْتُبِ الْقَدَرَ مَا كَانَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى الْأَبَدِ.

ترجمہ: حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بیشک اللہ نے سب سے پہلے قلم کو

پیدا کیا اور اس سے فرمایا: لکھ، اس نے پوچھا: کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر کو لکھ، جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ابد تک ہونے والا ہے۔

(سنن الترمذي، أبواب القدر عن رسول الله ﷺ، ج:4، ص:29، رقم الحديث :2155، ط: دار الغرب الإسلامي - بيروت/ مسند احمد، ج:37 ،ص:381، رقم الحديث: 22707، ط: مؤسسة الرسالة)

فائدے:

(1) یاد رہے! قلم اللہ تعالی کی عظیم نعمت ہے، اگر قلم نہ ہوتا تو احکام شرعیہ کو لکھ کر محفوظ نہ کیا جاتا اور نہ معاش کے معاملات کو لکھ کر منضبط کیا جاتا، اللہ سبحانہ نے اپنے بندوں پر کرم فرمایا کہ ان کو قلم سے لکھنا سکھایا اور ان کو جہالت کے اندھیروں سے علم کی روشنی میں لایا، اگر قلم نہ ہوتا تو علوم کو مدون نہ کیا جاتا اور حکمتوں کو مقیّد نہ کیا جاتا، اور نہ اولین اور آخرین کی خبروں کو جمع کیا جاتا اور نہ اللہ تعالی کی نازل کی ہوئی آسمانی کتابوں کو محفوظ کیا جاتا اور نہ ہمارے نبی سیدنا محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی احادیث شریفہ اور آثار صحابہ اور اقوال مجتہدین کو مدون اور منضبط کیا جاتا، غرض یہ کہ اگر قلم نہ ہوتا تو دین اور دنیا کے حصول علم کا دروازہ بند رہتا۔ وغیرہ اسی لیے جہاد بالقلم کی بڑی عظمت اور فضیلت ہے۔

(2) معاشرہ میں بے عملی، بدکرداری اور فساد کی عام فضا کا پیش خیمہ عموماً باطل نظریات ہوا کرتے ہیں۔ ایسے ہی مواقع پر قرآن کریم نے کہیں یہ فرمایا: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ "سب سے اچھی بھلائی سے برائی کو دفع کرو (المؤمنون: 96) اور کہیں فرمایا: قلم اور ان کے لکھے (کتاب) کی قسم (القلم: 1) اور اللہ کے حبیب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: علم کو قید کر لیا کرو جیسا کے اوپر احادیث میں درج ہے۔ عرض ہوا قید سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: علم کو لکھو" معلوم ہوا جہاد بالقلم کی اہمیت ہر دور میں ہے۔ اسے نظر انداز کرنا نقصان ہے۔ کیوں کہ باطل قوّت کی کوششیں رہتی ہے کہ اہل حق، علم اور قلم سے دور رہیں تاکہ گمراہ کرنے میں آسانی ہو۔ جیسا کہ لفظِ جہاد کو آڑ بنا کر دہشت گردوں نے خون ریزی کر کے اسلام کی غلط تشریح کرتے ہیں۔ بدمذہب (وہابی دیوبندی، رافضی، قادیانی، صلح کلی) لوگ عقائد پر حملے کرتے ہیں۔ وغیرہ ایسی صورت میں اہل قلم پر یہ فریضہ ہوتا ہے کہ قلم کے ذریعہ باطل عقائد و نظریات کا دلائل و براہین کے ساتھ سد باب کرے، اسلام کی صحیح تعلیمات کو پیش کرے اور کہیں ظلم ہوتا ہو تو اس کے خلاف قلم کو حرکت میں لائے۔

(ب) جہاد باللسان:

یعنی زبان کے ذریعہ حق بات کہنا، ظلم کے خلاف آواز اٹھانا، حق اور باطل میں امتیاز کرنا، دین کی تبلیغ و اشاعت میں مشغول رہنا، غلط پروپیگنڈوں کا مقابلہ کرنا وغیرہ جہاد باللسان ہے۔ جہاد کی یہ قسم جہاد بالقلم کی طرح جہاد بالقرآن/جہاد بالعلم میں شامل ہے۔

امام ابن الحاج المالکی (م737ھ) لکھتے ہیں: وَجِهَادُ اللِّسَانِ الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنْ الْمُنْكَرِ، وَمِنْ ذَلِكَ مَا أَمَرَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ، وَتَعَالَى عليه الصلاة والسلام بِهِ مِنْ جِهَادِ الْمُنَافِقِينَ؛ اھ ترجمہ: جہاد باللسان سے مراد ہے: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔ اسی قسم سے وہ جہاد بھی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

منافقین کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا ہے۔

(ابن الحاج في المدخل،فَصْلٌ فِي آدَابِ الْفَقِيرِ الخ، ج:3، ص:26، ط: دار التراث)

امام ذہبی (م748ھ) ابن حزم کے حوالے سے لکھتے ہیں: وَالْجِهَاد ثَلَاثَة أَقسَام أَعْلَاهَا الدُّعَاء إِلَى الله بِاللِّسَانِ اھ ترجمہ: جہاد کی تین اقسام ہیں: ان سب سے اعلیٰ قسم زبان کے ساتھ دعوت اِلی الحق دینا ہے۔

(الذهبي في المنتقى من منهاج الاعتدال،الفصل الثالث في إمامة علي رضي اللّه عنه،ص:512)

امام ابن عبد البر نے 'التمہید' میں بیان کرتے ہیں: وقال الحكمُ بنُ عُتَيبةَ: أفْضَلُ الجهادِ والهجرةِ كلمةُ عدلٍ عندَ إمام جائرٍ. ترجمہ: حکم بن عتیبہ کا قول ہے: بہترین جہاد اور ہجرت ظالم حکمران کے سامنے اِنصاف کی بات کہنا ہے۔(ابن عبد البر في التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد، ج:6،ص:64، ط: مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي - لندن)

احادیث مبارکہ ہے:

اوّل: عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رضى الله عنه، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ.(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَة.)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ظالم بادشاہ یا ظالم حکمران کے سامنے انصاف کی بات کہنا افضل ترین جہاد ہے۔(اسے امام احمد بن حنبل، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔)

(أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ج:31، ص:126،رقم الحديث: 18830، ط: مؤسسة الرسالة/ وأبو داود في السنن، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ج:4 ،ص:217، رقم الحديث:4344، ط: المطبعة الأنصارية بدهلي- الهند/ والترمذي في السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، ج:4 ص: 45، رقم الحديث: 2174، ط: دار الغرب الإسلامي - بيروت/ والنسائي في السنن، كتاب البيعة، باب فضل من تكلم بالحق عند إمام جائر، ج:7، ص:161، رقم الحديث: 4209، ط: المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة/ وابن ماجة في السنن، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، 2 /1329، رقم الحديث:4011، ط: دار إحياء الكتب العربية)

دوم:

وَفِي رِوَايَةِ طَارِقٍ رضی الله عنه: قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلی الله عليه وآله وسلم، فَقَالَ: أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ؟ قَالَ: أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ.(رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ الْجَعْدِ.)

ترجمہ: حضرت طارق (بن شہاب) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا افضل ترین جہاد ہے۔ (اسے امام احمد، نسائی اور ابن الجعد نے روایت کیا ہے۔)

(أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ج:31، ص:126،رقم الحديث: 18829، ط: مؤسسة الرسالة/والنسائي في السنن، كتاب البيعة، باب فضل من تكلم بالحق عند إمام جائر، ج:7، ص:161، رقم الحديث: 4209، ط: المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة/ وابن الجعد في المسند، ص:480، رقم الحديث:3326، ط: مؤسسة نادر - بيروت)

(3) جہاد بالمال:

اپنے مال کو دین کی سربلندی کی خاطر اللہ کی راہ میں صرف کرنا، دعوت و تبلیغ، نشر و اشاعت کے لئے مدارس و مساجد میں پیسے خرچ کرنا، جہاں جنگ کا موقع ہو، وہاں جنگ کے آلات ووسائل کے لئے اپنے مال کا استعمال کرنااور جہاں جنگ کا موقع نہ ہو، وہاں اپنے مال سے ظالم کے ظلم کو روکنے اور مظلوم کی مدد کرنا۔ وغیرہ جہاد بالمال ہے اور یہ جہاد اکبر کی یہ تیسری قسم ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے (التوبۃ: 41)

ف: اس وقت ہمارے ملک (ہندوستان) میں فرقہ پرست عناصر کا غلبہ ہے، وہ بے قصور مسلمانوں کے خلاف قانون کی خطرناک دفعات عائد کر کے گرفتار کرواتے ہیں۔ ایسے مظلوموں کے لئے قانونی چارہ جوئی میں خرچ کرنا بھی جہاد بالمال ہے۔ اسی طرح پریشان حال مسلمان وہ کسی بھی خطہ/ملک کے ہوں۔ اس کی مالی امداد کرنا صاحب اِستِطاعَت پر فرض ہے اور یہ جہاد بالمال ہے۔

جہاد بالمال کی فضیلت:

(اوّل) فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً. (النساء: 95)

ترجمہ: اللہ نے اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر مرتبہ میں فضیلت بخشی ہے۔

(دوم) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ. (التوبة: 20) ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں سے جہاد کرتے رہے وہ اللہ کی بارگاہ میں درجہ کے لحاظ سے بہت بڑے ہیں۔

احادیث مبارکہ:

(اوّل) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی الله عنه، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم فَقَالَ: أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ صلی الله علیه وآله وسلم: رَجُلٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ. (رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَأَحْمَدُ.)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا: لوگوں میں سے کون سا شخص افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (سب سے بہترین وہ ہے) جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ (اِس حدیث کو امام مسلم اور احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔)

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الإمارة، باب فضل الجهاد والرباط، ص:958 ،رقم الحديث: 1888، ط: دارالكفر بيروت/ وأحمد بن حنبل في المسند، ج:17، ص:424، رقم الحديث:11322، ط: مؤسسة الرسالة - بيروت/ وابن حبان في الصحيح،ج:4، ص:390، رقم الحديث: 3642، ط: دار ابن حزم - بيروت/ والطبراني في مسند الشاميين،ج'3، ص:53، رقم الحديث: 1794، ط: مؤسسة الرسالة - بيروت)

(دوم)عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضى الله عنه، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم، قَالَ: اَلسَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيْلِ اللهِ.(مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَاللَّفْظُ لِمُسْلِمٍ.)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کے (کاموں) کے لیے کوشش کرنے والا راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے، مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں)۔

(أخرجه البخاري في الصحيح،كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، ج:7، ص:62، رقم الحديث:5353، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر/ وأيضًا في كتاب الأدب، باب الساعي على الأرملة،ج:8،ص:9، رقم الحديث: 6007/ ومسلم في الصحيح، كتاب الزهد والرقائق، باب الإحسان إلى الأرملة والمسكين واليتيم، ج:4 ص:2286، رقم الحديث: 2982، ط: دارالفكر بيروت/ وأحمد بن حنبل فى المسند،ج:14، ص:346، رقم الحديث:8732، ط: مؤسسة الرسالة/ والترمذي في السنن، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في السعي على الأرملة واليتيم، ج:3، ص: 515، رقم الحديث: 1969، ط: دار الغرب الإسلامي - بيروت/ والنسائي في السنن، كتاب الزكاة، باب فضل الساعي على الأرملة، ج:5، ص:86، رقم الحديث: 2577، ط: المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة/ وابن ماجه في السنن،كتاب التجارة، باب الحث على المكاسب،ج:2، ص:724، رقم الحديث: 2140، ط: دار إحياء الكتب العربية)

(4)جہاد بالعمل:

اس جہاد کا تعلق ہماری زندگی سے ہے، جو طویل اور مسلسل ہے۔ اس میں قول کے

بجائے عمل اور گفتار کی بجائے کردار کہ جو باطل کو اس کے انجام تک پہنچانے، اس کے اثر و نفوذ کے مکمل خاتمے، حق کو سر بلند کرنے اور نیکی کو غالب کرنے کے لئے جد و جہد اور صبر آزما مراحل سے گزرنا جہاد بالعمل ہے۔ اس جہاد میں ہر طرح کی جہاد شامل ہے۔ تاہم یہ جہاد، جہاد اکبر کی ہی ایک شکل ہے۔

(الف) والدین کی خدمت جہاد بالعمل ہے:

اولاد کے لئے والدین دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہیں،

والدین در حقیقت انسان کے دنیا میں آنے کا ذریعہ ہوتے ہیں، ہمارا وجود والدین کی وجہ سے ہوتا ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حُسن سلوک کا حکم دیا اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی تلقین کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا۔

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہُوں، نہ کہنا اور انھیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔ (بنی اسرائیل: 23)

ف: اولاد منہ سے ایسی بات نہ نکالے جس سے اُن کی طبیعت گراں گزر ہوں، مثلاً ان کا نام لے کر نہ پکارے، نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرے بیٹا ماں باپ کو اپنا حقیر نوکر نہ رکھے کہ انہیں

اچھے اور نرم الفاظ سے پکارے، ڈانٹ ڈپٹ کر ان سے کلام نہ کرے ان کی بڑھاپے کی بد خلقی برداشت کرے، کیونکہ بڑھاپے میں طبیعت چڑچڑی اور دل وہمی ہو جاتا ہے، ماں باپ کا بڑھاپے کی ڈانٹ برداشت کرنا بڑا جہاد (جہاد اکبر) ہے۔

حدیث پاک ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو رضی الله عنهما، قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم فَقَالَ: أُبَايِعُکَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ. قَالَ: فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْکَ أَحَدٌ حَيٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا حَيٌّ. قَالَ: فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَارْجِعْ إِلٰی وَالِدَيْکَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.، وَفِي رِوَايَةٍ لَهُمَا: جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ، فَقَالَ: أَحَيٌّ وَالِدَاکَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.)

ترجمہ: حضرت عبدللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: (یا رسول للہ!) میں اجر و ثواب کے لئے آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو (واقعی) للہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے والدین کے پاس

جا اور حسنِ خدمت کے ساتھ اُن دونوں کی صحبت اختیار کر۔ (یہ حدیث متفق علیہ ہے، اور بخاری و مسلم ہی کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو اُن کی خدمت میں (رہ کر ہی) جہاد کر۔

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأدب، باب لا يجاهد إلا بإذن الأبوين،ج:8، ص:3، رقم الحديث: 5627، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر/ ومسلم في الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب بر الوالدين وأنهما أحق به، ج:4 ،ص:1975، رقم الحديث: 2549، ط: دارالفكر بيروت)

ذکرِ الٰہی جہاد بالعمل ہے:

(اوّل)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رضي اللّٰه عنه، قَالَ: قَالَ رَسُول اللهِ ﷺ: مَنْ عَجَزَ مِنْكُمْ عَنِ اللَّيْلِ أَنْ يُكَابِدَهُ وَبَخِلَ بِالْمَالِ أَنْ يُنْفِقَهُ وَجَبُنَ عَنِ الْعَدُوِّ أَنْ يُجَاهِدَهُ فَلْيُكْثِرْ ذِكْرَ اللّٰهِ.رواه مسند البزار۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تم میں سے جو شخص شب بیداری کی مشقت اٹھانے سے عاجز ہو اور جو شخص اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بخیل ہو اور اللہ کے دشمنوں سے جہاد کرنے میں بزدل ہو وہ بہ کثرت اللہ کا ذکر کرے۔

(مسند البزار،ج11،ص:168، رقم الحديث: 4904، ط: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة/ المعجم الكبير، ج:11، ص:84، رقم الحديث:11121،ط: مكتبة ابن تيمية - القاهرة) مسند بزار کی سند کے راوی صحیح ہیں۔

(دوم) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةً، وَإِنَّ صِقَالَةَ الْقُلُوبِ ذِكْرُ اللَّهِ عزوجل، وَمَا مِنْ شَيْءٍ أَنْجَى مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ " قَالُوا: وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ؟ قَالَ: «وَلَا الْجِهَادُ، إِلَّا أَنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعَ»

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کسی شخص کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اللہ تعالی کے ذکر سے زیادہ (اس کے حق میں) اللہ تعالی کے عذاب سے نجات دلانے والا ہو۔ لوگوں نے عرض کی: کیا اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد بھی نہیں ؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کی راہ میں جہاد بھی ذکر کے مقابلے میں زیادہ نجات کا باعث نہیں مگر یہ کہ مجاہد اپنی تلوار سے (خدا کے دشمنوں پر) اس قدر وار کرے کہ تلوار ٹوٹ جائے۔ (الدعوات الكبير، باب ما جاء في فضل الدعاء والذكر، ج:1،ص:80، رقم الحديث: 19، ط: غراس للنشر والتوزيع - الكويت)

(سوم)وَعَن عبد الله بن عَمْرو رضي الله عنه عَن النَّبِي ﷺ أَنه كَانَ يَقُول إِن لكل شَيْء صقالة وَإِن صقالة الْقُلُوب ذكر الله وَمَا من شَيْء أنجى من عَذَاب الله من ذكر الله قَالُوا وَلَا الْجِهَاد فِي سَبِيل الله قَالَ وَلَو أَن يضْرب

بِسَيْفِهِ حَتَّى يَنْقَطِعِ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا وَالْبَيْهَقِيّ من رِوَايَة سعيد بن سِنَان وَاللَّفْظ لَهُ۔

ترجمہ: ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت عبدللہ ابن عمر و رضی اللہ تعالی عنہما کی سند کے ساتھ حضور اکرم صلی للہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت فرمائی: ہر شَے کی صفائی کے لئے کوئی نہ کوئی چیز ہے اور دلوں کی صفائی للہ تعالٰی کے ذکر سے ہوتی ہے کوئی چیز خدا کے عذاب سے نجات کے سلسلے میں ذکر الٰہی سے بڑھ کر مفید نہیں، حتی کہ فرمایا اللہ تعالٰی کی راہ میں جہاد بھی نہیں اگرچہ وہ اپنی تلوار سے اس کے ٹوٹنے تک وار کرتا رہے۔

(الترغيب والترهيب،ج:2،ص:254، رقم الحديث:2295، دار الكتب العلمية - بيروت، وكذا نقل الإمام أحمد رضا خان البريلوى هذا الحديث في فتاواه، مرجع: ج: 24، ص: 183، م: 58، ط: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

(چہارم) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ أَعْمَالِكُمْ، وَأَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيكِكُمْ، وَأَرْفَعِهَا فِي دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ إِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالوَرِقِ، وَخَيْرٌ لَكُمْ مِنْ أَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوا أَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوا أَعْنَاقَكُمْ»؟ قَالُوا: بَلَى. قَالَ: «ذِكْرُ اللَّهِ تَعَالَى»

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا میں تمہیں ایسے بہترین اعمال نہ بتادوں جو اللہ تعالی کے نزدیک بہت ستھرے اور تمہارے درجے بہت بلند کرنے والے اور تمہارے لیے سونا

چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہوں اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہو کہ تم دشمن سے جہاد کرکے تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہیں شہید کریں ؟ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کی: جی ہاں ! ارشاد فرمایا: ''وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہے۔

(سنن الترمذی، أبواب الدعوات، بَاب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الذِّكْرِ، ج:5، ص:459، رقم الحديث: ط: مصطفى البابي الحلبي - مصر)

ف: ذکرِ الٰہی قربِ اِلٰہی کا بہترین ذریعہ ہے، ذکرِ الٰہی دِلوں کا اطمینان و سکون ہے، ذکرِ الٰہی سے دلوں کی گناہوں کا میل اور رنگ چھوٹ جاتا ہے، ذکرِ الٰہی کی کثرت سے قرب الٰہی کا منزل آسان ہو جاتی ہے، ذکرِ الٰہی میں کثرت یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اور ہر حالت میں، اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے اپنے محبوبِ حقیقی کو یاد رکھے اور اس کی یاد سے کبھی غافل نہ ہو یعنی ہر گھڑی اللہ تعالیٰ اور اسکے احکامات کا پابند ہو۔ نیز اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے میں بخل اور دشمنوں سے جہاد کرنے میں بزدل کا علاج بھی کثرت ذکرِ الٰہی ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہے اور یہی جہاد بالعمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۙ۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرو (الاحزاب: 41) اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

جہاد بالعمل ایک نوٹ:

یہ یاد رہے! معافی کو اختیار کرنا، بھلائی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا، جاہلوں سے اعراض کرنا، قطع تعلق کرنے والے سے صلہ رحمی کرنا، محروم کرنے والے کو عطا کرنا، ظلم کرنے والے

کو معاف کر دینا، خندہ پیشانی سے ملاقات کرنا، کسی کو تکلیف نہ دینا، نرم مزاجی، بردباری، غصے کے وقت خود پر قابو پالینا، غصہ پی جانا، عفو و درگزر سے کام لینا، مسلمان بھائی کے لیے مسکرانا، مسلمانوں کی خیر خواہی کرنا، لوگوں میں صلح کروانا، حقوق العباد کی ادائیگی کرنا، مظلوم کی مدد کرنا، ظالم کو اس کے ظلم سے روکنا، دعائے مغفرت کرنا، کسی کی پریشانی دور کرنا، کمزوروں کی کفالت کرنا، لاوارث بچوں کی تربیت کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، بڑوں کا احترام کرنا، علماء کا ادب کرنا، مسلمانوں کو کھانا کھلانا، مسلمانوں کو لباس پہنانا، پڑوسیوں کے حقوق ادا کرنا، مشقتوں کو برداشت کرنا، حرام سے بچنا، حلال حاصل کرنا، اہل و عیال پر خرچ میں کشادگی کرنا۔ وغیرہ وغیرہ اور اگر ایک مسلمان میں یہ صفات موجود نہ ہو تو اس کے لیے جدوجہد کرنا چاہیے اسی کو جہاد بالعمل کہتے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رضى الله عنه: أَفْضَلُ الْجِهَادِ الأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ. (ذَكَرَهُ الثَّعْلَبِيُّ فِي الْكَشْفِ وَالرَّازِيُّ فِي التَّفْسِيْرِ وَأَبُو سَعُودٍ فِي إِرْشَادِ الْعَقْلِ السَّلِيْمِ وَالنَّسَفِيُّ فِي الْمَدَارِكِ وَالزَّمَخْشَرِيُّ فِي الْكَشَّافِ وَالرِّفَاعِيُّ فِي الْبُرْهَانِ الْمُؤَيِّدِ.)

ترجمہ: سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: بہترین جہاد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا ہے۔ (اسے امام ثعلبی نے 'الکشف والبیان' میں، رازی نے 'التفسیر

الکبیر' میں، ابو سعود نے 'ارشاد العقل السلیم' میں، نسفی نے 'مدارک التنزیل' میں، زمخشری نے 'کشاف' میں بیان کیا ہے۔)

(الثعلبي في الكشف والبيان عن تفسير القرآن،ج:9،ص:129، ط: دار التفسير، جدة - المملكة العربية السعودية/والرازي في التفسير الكبير، ج:8،ص:316، ط: دار إحياء التراث العربي - بيروت/ وأبو سعود في إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم، ج:2، ص: 68، ط: دار إحياء التراث العربي - بيروت/والنسفي في مدارك التنزيل وحقائق التأويل، ج1،ص:281، ط: دار الكلم الطيب، بيروت/ والزمخشري في الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ج:1،ص:397، ط: دار الكتاب العربي - بيروت)

جہاد اصغر

جہاد بالسیف/جہاد بالقتال:

یعنی تلوار سے جہاد کہ جب دشمنانِ دین سے جان مال یا ملک کی سرحدیں خطرے میں ہوں تو اس وقت اُس کے خلاف جنگ کرنا یا میدانِ جنگ میں کافروں اور دین کے دشمنوں سے اپنی دفاع کے لئے قتال کرنا یا جب دشمن دینی اقدار کو ختم کرنے اور دین کو تباہ و برباد کرنے کے لئے دین پر حملہ آور ہو تو اس وقت دفاعی جد وجہد کرنا وغیرہ جہاد بالسیف/جہاد بالقتال ہے۔ یہ جہاد کی آخری مرحلہ ہے۔ اسی کو جہاد اصغر کہتے ہیں۔

اس سلسلہ میں چند باتیں خیال رہے؛

(1) اگر کسی شخص یا گروہ پر دشمن کی طرف سے حملہ کیا جاتا ہے تو اس موقع پر تمام آسمانی اور

انسانی قوانین اس بات کا حق دیتا ہے کہ انسان اپنے دفاع کے لئے اٹھ کھڑا ہو اور اپنے دفاع کے لئے اپنی پوری طاقت لگادے اور اپنی حفاظت کے لئے کوئی بھی حربہ اپنانے میں چون وچرا نہ کرے۔ ارشاد ربانی ہے:

أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ۔ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔

ترجمہ: یعنی جن لوگوں سے (ناحق) قتال کیا جاتا ہے ان کو (جہاد کی) اجازت دے دی گئی ہے کیونکہ ان پر ظلم کیا گیا ہے - وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر کہ انہوں نے کہا ہمارا رب اللہ جل جلالہ ہے۔ (الحج: 39-40)

جیسا کہ اس وقت فلسطینی مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں۔ گزشتہ کئی دنوں سے خبریں موصول ہوئی۔ اس سے سارا عالم اسلام خون کے آنسو رونے پر مجبور ہے۔ یہودی ریاست (اسرائیل) نے اپنی دہشتگردانہ بربریت کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔ چھوٹے چھوٹے اور نہتے فلسطینیوں کو قتل عام کر رہے ہیں۔ خبروں کے مطابق اس وقت چار لاکھ سے زائد فلسطینی گھر چھوڑنے پر مجبور ہے۔ اس موقع پر مسلم ممالک پر واجب ہے کہ اس کی دفاع کے لیے جہاد کرے۔ اس قسم کے جہاد کو "دفاعی جہاد" بھی کہا جاتا ہے۔

(2) علماء نے دفاعی جنگ کی بعض شرائط بیان کی ہیں جن کی موجودگی کے بغیر یہ جہاد جائز نہیں اور وہ شرائط یہ ہیں: (۱) امام وقت کا ہونا (۲) اسلامی نظام حکومت (۳) ہتھیار و نفری

جو مقابلہ کے لئے ضروری ہو(۴)کوئی ملک یا قطعہ ہو(۵)دشمن کی پیش قدمی اور ابتدائی۔ جب امام وقت اسلام کے دشمنوں کے خلاف مقابلے کے لئے بلائے یا اعلان کر دے تو مسلمانوں پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اس میں شریک ہو اور دشمن کا مقابلہ مسلح ہو کر کریں۔ (اس جہاد کی تفصیل آگے مذکور ہے)۔

جہاد بالسیف کی فرضیت

جہاد بالسیف کی فرضیت دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جہاد فرض کفایہ اور جہاد فرض عین:-

(1) جہاد فرض کفایہ:

یعنی مسلمانوں کا کافروں کے خلاف خود اقدام جہاد کرنا، اگر یہ اقدام ان کافروں پر ہے جن تک دین کی دعوت پہنچ چکی ہے تو ایسے کافروں پر حملے کرنا فرض ہے۔ اور اگر دعوت نہیں پہنچی تو پہلے دعوت دی جائے گی اگر نہ مانیں تو جزیہ کا مطالبہ کیا جائے گا اور یہ بھی نہ مانیں تو ان سے قتال کیا جائے گا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَرْضٌ أَيْضًا عَلَى الْإِمَامِ إِغْزَاءُ طَائِفَةٍ إِلَى الْعَدُوِّ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً يَخْرُجُ مَعَهُمْ بِنَفْسِهِ أَوْ يخرج من يثق به ليدعو هم إلى الإسلام ويرغبهم «۱»، ويكف أذا

هم وَيُظْهِرَ دِينَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ أَوْ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ. اھ

ترجمہ: مسلمانوں کے امام پر سال میں ایک مرتبہ دشمنان اسلام کی طرف لشکر بھیجنا فرض ہے۔ امام یا خود اس لشکر کے ساتھ نکلے گا یا پھر اپنے کسی معتمد کو بھیجے گا۔ پھر یہ امام یا اس کا نائب دشمنان اسلام کے پاس پہنچ کر انہیں اسلام کی دعوت دیں گے اور دعوت قبول نہ کرنے کی صورت میں ان کی طاقت کو توڑیں گے اور اللہ کے دین کو غالب کریں گے اور یہاں تک ان سے لڑیں گے کہ یا تو وہ مسلمان ہو جائیں یا جزیہ دینا منظور کر لیں۔

(تفسير القرطبي = الجامع لأحكام القرآن،ج8، ص:152، ط: دار الكتب المصرية - القاهرة)

ف: مطلب یہ کہ اقدامی جہاد کی بدولت وہ کافر جو مسلمانوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتے ہوں دب جاتے ہیں اور ان کے دشمن خوف زدہ اور مرعوب ہو کر اسلام کے خلاف سازشیں نہیں کرتے اس لئے کافروں کو مرعوب رکھنے اور انہیں اپنے غلط عزائم کی تکمیل سے روکنے اور دعوت اسلام کو دنیا کے ایک ایک چپے تک پہنچانے اور دعوت کے راستے سے رکاوٹیں ہٹانے کے لئے اقدامی جہاد ہے۔ خیال رہے! یہ جہاد' اسلامی حکومت کے لیے لاگو ہے۔ ہندوستان و دیگر غیر اسلامی ممالک میں مسلمانوں پر یہ جہاد جائز نہیں۔

امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں: ہندوستان میں جہاں اگر دس مسلمان ایک مشرک کو قتل کریں تو معاذاللہ دسوں کو پھانسی ہو ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض (یہاں فرض سے مراد فرض کفایہ ہے) بتانے والا شریعت پر مفتری اور

مسلمانوں کا بدخواہ ہے۔(فتاویٰ رضویہ، ج14، ص:447، ط: رضا فاؤنڈیشن لاہور)

تنبیہ: فرض کفایہ جہاد مسلمان والدین کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے، ماں باپ کی غیر موجودگی میں دادا دادی کا بھی یہی حکم ہے بلکہ صحیح قول کے مطابق والدین کے ہوتے ہوئے بھی دادا دادی سے اجازت ضروری ہے اور اگر کسی کو اس کے والدین نے جہاد کی اجازت دے دی مگر پھر انہوں نے اجازت واپس لے لی اب اگر اجازت کی واپسی ان کے لڑکے کے محاذ جنگ پر پہنچنے سے پہلے ہوئی ہے تو لڑکے پر لازم ہے کہ واپس آجائے۔ مگر یہ کہ واپسی میں اسے جان ومال کا یا دوسرے مجاہدین کے دل ٹوٹنے کا خطرہ نہ ہو ورنہ وہ واپس نہ آئے۔ اسی طرح اگر والدین نے جنگ شروع ہونے کے بعد اپنی اجازت واپس لے لی تو ایسے وقت میں اس کیلئے واپس آنا حرام ہے۔ کیونکہ جب دونوں لشکر آمنے سامنے آجائیں تو جہاد فرض عین ہوجاتا ہے اور فرض عین میں والدین کی اجازت ضروری نہیں ہوتی۔

(المغني لابن قدامة،كتاب الجهاد، ج:9، ص:209-208، ط : مكتبة القاهرة)

(2) جہاد فرض عین:

جب کفار مسلمانوں کے کسی شہر یا بستی پر حملہ آور ہوجائیں یا قابض ہوجائیں یا جب کفار مسلمانوں کے کچھ افراد کو گرفتار کرلیں یا جب امام پوری قوم یا کچھ افراد کو جہاد کے لئے نکلنے کا حکم دے یا جب مسلمانوں اور کافروں کی جماعتیں ایک دوسرے کے آمنے سامنے آجائیں اور جنگ شروع ہوجائے یا یہ خبر مل جائے کہ دشمن اسلامی شہر/خطہ پر چڑھ آیا ہے۔ ان تمام

صورتوں میں جہاد فرض عین ہے اور اس جہاد میں سب نکلیں گے یہاں تک کہ بیٹا والدین کی اجازت کے بغیر، بیوی اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر، مقروض اپنے قرض خواہ کی اجازت کے بغیر نکلیں گے۔ تاہم ابتدائی طور پر یہ جہاد اس علاقے کے مسلمانوں پر فرض عین ہوتا ہے جن پر حملہ ہوا ہو لیکن اگر وہ کافروں کے مقابلے میں کافی نہ ہوں یا سستی کریں تو ان کے ساتھ والوں پر فرض عین ہو جاتا ہے۔ اگر وہ بھی کافی نہ ہوں یا سستی کریں تو ان کے ساتھ والوں پر اس طرح سے مشرق سے لے کر مغرب تک تمام مسلمانوں پر فرض عین ہو جاتا ہے۔

(حاشية ابن عابدين = رد المحتار،كتاب الجهاد، ج:4، ص:124، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر/ فتح القدير على الهداية،ج:5، 439/442، كتاب السير، ط: مصطفى البابي الحلبي/ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب السير← فصل في بيان كيفية فرضية الجهاد، ج:7، ص:98، ط: دار الكتب العلمية - بيروت/روضة الطالبين وعمدة المفتين،ج:10، ص: 216، ط: المكتب الإسلامي، بيروت- دمشق- عمان/القرطبى الجامع لاحكام القرآن، ج:8، ص:151-152، ط:دار الكتب المصرية - القاهرة/بہار شریعت ح:9، ص: 427، م:5، ط: مكتبة المدينة)

ف: (1) اس وقت فلسطین اور دیگر اسلامی ممالک میں جو حالات ہیں وہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ نفیر عام ہو چکا ہے اور مسلمانوں پر جہاد فرضِ عین ہو چکا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اب جہاد کا یہ فریضہ ادا کرنا لازم ہے۔

(2) مسلمانانِ ہند کی بات کی جائے تو یہاں گزشتہ آٹھ سالوں سے ماب لینچنگ (ہجومی تشدد) کا سلسلہ جاری ہے، کبھی گائے کے نام پر قتل کیا جاتا ہے، کبھی ٹرین میں موت کے

گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ وغیرہ ایسے میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ اس لیے اب ضرورت ہے میدان میں اتر کر انسانی حقوق کی پاسداری کرنے کی وہ بھی قانون کے دائرے میں رہ کر۔ مثلاً حکومت سے مطالبہ کرنا ہوگا کہ ہمیں بھی تلوار، خنجر، چاقو وغیرہ رکھنے کی اجازت دی جائے، جس طرح سکھ مذہب کے لوگوں کو اجازت ہے، تاکہ اس کا استعمال اپنے دفاع میں کر سکیں۔ اور اگر حکومت اجازت نہ دے تو خاموشی کے ساتھ گھر میں کچھ نہ کچھ ضرور رکھیں.... اور یہ واضح رہے کہ ہمارا عام ہندوؤں سے امن پسندی کا معاملہ ہے لیکن بھگوا دھاریوں سے جہاد فرض عین ہے۔

ایک مشتبہ کا ازالہ:

آج اسلامی احکام پر پورا عمل ناممکن سا ہے ہم چور کے ہاتھ نہیں کاٹ سکتے، زانی کو سنگسار نہیں کر سکتے وغیرہ وغیرہ آخر کیوں؟ اس کا آسان جواب یہ ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس کا اپنا آئین ہے اور اس کے مطابق وہ سخت جرم ہے۔ اس لیے ان مسائل میں اسلامی احکام نافذ نہیں کرتے۔ باوجود جہاد (جہاد بالسیف) ہر دور میں اہمیت کی حامل رہی ہے، اُسے نافذ کرنا آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ غیر اسلامی ریاست میں جہاد فرض عین آسان ہے اور جہاد فرض کفایہ مشکل۔

جب جہاد بالسیف فرض عین ہو:

(1) ہوشیار ہو جاؤ:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِیْعًا۔ ترجمہ: اے ایمان والو! ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو (النساء: 71)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ہمیں ہوشیار رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ دنیا کے دیگر معاملات کی طرح دشمنوں کے مقابلے میں بھی ہوشیاری اور سمجھداری سے کام لو۔ دشمن کی گھات سے چوکنا رہو۔ ہتھیار اپنے پاس رکھو کہ حفاظت جان کے لیے ہتھیار رکھنا ضروری ہے اور تدابیر اختیار کرو۔ پھر جماعت کی صورت یا تھوڑے تھوڑے کفار کی طرف روانہ ہو جائو۔ (نور العرفان، خزائن العرفان، تفسیر الحسنات وغیرہ)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ۔ ترجمہ: اور ان (دشمن) کے لیے تیار رکھو جو قوت تمہیں بن پڑے (الانفال: 60)۔ حدیث پاک میں ہے:

عَنْ أَبِي عَلِيٍّ، ثُمَامَةَ بْنِ شُفَيٍّ؛ أَنَّهُ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وهو عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ (وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ من قوة. أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ. أَلَا إِنَّ الْقُوَّةَ الرمي. ألا أن القوة الرمي).

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللهُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلہٖ وَسَلَّمَ نے اس آیت ''وَاَعِدُّوْا لَھُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّۃٍ'' کی تفسیر میں فرمایا ''خبردار وہ قوت تیر اندازی ہے، خبردار وہ قوت تیر اندازی ہے، خبردار وہ قوت تیر اندازی ہے۔(صحيح المسلم، باب فضل الرمي والحث عليه، ودم مَنْ عَلِمَهُ ثُمَّ نَسِيَهُ،ج:3، ص:1522، رقم الحديث: 1917، ط: عيسى البابي الحلبي، القاهرة)

ف: حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے قوۃ کی تفسیر "رمی" سے کی ہے اور رمی کا لغوی معنی پھینکنا ہے لہذا جس کے پاس پھینکنے کی صلاحیت رہے گی وہی طاقتور ہے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں تیر اندازی ہوتی تھی تو وہ اس بنا پر طاقتور تھے اور فی زمانہ مزائل وغیرہ رمی کے معنی میں داخل ہیں لہذا جن کے پاس میزائل جیسی اسلحہ ہوں تو انہیں کا غلبہ ہوگا اور وہی طاقتور شمار کئے جائیں گے۔ امریکہ، چین، فرانس، روس، اترکوریہ وغیرہ غیر مسلم ممالک میں میزائل کی کثرت ہونے کی وجہ سے وہ آج دنیا میں دھونس جمائے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اسلامی ممالک کو میزائل کی اہمیت سمجھنے کی ضرورت ہے۔

(2) جذبۂ شہادت رکھو:

حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ حَفْصٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «انْتَدَبَ اللهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ، لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا إِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي، أَنْ أُرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ، أَوْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَلَوْلَا أَنْ

أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ، وَلَوَدِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ ثُمَّ أُحْيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحيَا، ثُمَّ أُقْتَلُ».

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اللہ تعالی کا ارشاد ہے: جو شخص میرے راستہ میں جہاد کے لیے نکلا اور وہ شخص صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسول کی تصدیق کی وجہ سے نکلا ہو۔ میں اسکا ضامن ہوں کہ اس کو اجر یا غنیمت کے ساتھ لوٹاؤں یا جنت میں داخل کر دوں' (آپ نے فرمایا:) اگر میری امت پر دشوار نہ ہوتا تو میں کسی لشکر میں شامل ہوئے بغیر نہ رہتا' اور بیشک میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں' پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔

(صحيح البخارى، باب الجهاد من الإيمان، ج:1،ص:17، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر/ صحيح المسلم، باب فضل الجهاد والخروج في سبيل الله،ج:3، ص:1497، رقم الحديث: 1876، ط: عيسى البابي الحلبي، القاهرة/ سنن النسائي، باب: الرخصة في التخلف عن السرية،ج:6،ص:8، رقم الحديث: 3098، ط: المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة/ سنن ابن ماجه، بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، ج:2، 920، رقم الحديث: 2753، ط: دار إحياء الكتب العربية)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْنِي يَقُولُ اللَّهُ عزوجل: «المُجَاهِدُ فِي سَبِيلِي هُوَ عَلَيَّ ضَامِنٌ، إِنْ قَبَضْتُهُ أَوْرَثْتُهُ الجَنَّةَ، وَإِنْ رَجَعْتُهُ رَجَعْتُهُ بِأَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ»

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ''جو شخص میرے راستے میں جہاد کرتا ہے میں اس کا ضامن ہوں، اگر میں اس کی روح قبض کرتا ہوں تو اسے جنت کا وارث بناتا ہوں اور اگر واپس (گھر) لوٹاتا ہوں تو ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹاتا ہوں۔

(سنن الترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الجهاد،ج:4، ص:164، رقم الحديث: 1620، ط: مصطفى البابي الحلبي - مصر)

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى يَوْمِ القِيَامَةِ اھ

ترجمہ: حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کا خاتمہ اس کے عمل پر کر دیا جاتا ہے، ماسوا اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد پر پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو جائے اس کا عمل قیامت تک بڑھایا جاتا رہے گا۔

(سنن الترمذي، أبواب فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل من مات مرابطا،ج:4، ص:164، رقم الحديث: 1621، ط: مصطفى البابي الحلبي - مصر/ سنن ابی داؤد، كتاب الجهاد، باب في فضل الرباط،ج:2،ص: 317، رقم الحديث: 2500، ط: المطبعة الأنصارية بدهلي- الهند/ المعجم الكبير للطبراني، ج:18، ص:311، رقم الحديث: 803، ط: مكتبة ابن تيمية - القاهرة/ المستدرك على الصحيحين،كتاب الجهاد،ج:2، ص:88، رقم الحديث: 2417، ط: دار الكتب العلمية - بيروت/الطحاوي، شرح مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ في الرجلين اللذين الخ، ج:6، ص:86، رقم الحديث:2316، ط: مؤسسة الرسالة)

(3)میدان جنگ میں لڑو:

اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے ارشاد فرمایا: فَاِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَضَرۡبَ الرِّقَابِ ؕ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَثۡخَنۡتُمُوۡهُمۡ۔ ترجمہ: پس جب تمہارا کافروں سے مقابلہ ہو تو ان کی گردنیں مارو۔ یہاں تک کہ جب انہیں خوب قتل کرلو" (محمد:4)

تفسیر: یعنی جب کفار سے میدان جہاد میں آمنا سامنا ہو جائے تو نہایت عزم راسخ کے ساتھ میدان میں اُترو اور کافروں سے قتال کے وقت صرف یہ نہیں کہ تم ان سے بچ نکلنے کی کوشش کرو بلکہ ان کی قوت کو توڑ ڈالو اور جہاں تک ہو سکے قتل کرو۔ خیال رہے! یہاں یہ حکم نہیں دیا جا رہا ہے کہ کافروں کو قتل کرنے میں لگے رہو کہ امن ہو یا جنگ، صلح ہو یا لڑائی بلکہ یہاں صرف دوران جہاد قتل کرنے کا حکم ہے۔

ف: میدانِ جنگ میں اس لیے بھی لڑنا ہے کہ کافروں کو مغلوب کر کے تم ایک اسلامی ریاست قائم کر سکو گے اور آزادی کے ساتھ باعزت طریقہ سے زندگی گزار سکو گے اور اسلام کے تمام احکام پر بے خوف و خطر عمل کر سکو گے اور اگر تم اُن سے نہیں لڑو گے تو تمہارے ملک/شہر پر کافر قبضہ کر کے تمہیں آزادی سے محروم کر دیں گے۔ تمہیں اپنا غلام بنالیں گے اور پھر تم کو ذلت اور خواری کی زندگی گزارنا ہو گی۔

(4)میدان جنگ سے نہ بھاگو:

اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کا ارشاد ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا لَقِیۡتُمُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا زَحۡفًا فَلَا تُوَلُّوۡهُمُ

الْاَدْبَارَ۔ ترجمہ: اے ایمان والو! جب کافروں کے لام (لشکر) سے تمہارا مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دو۔ (الانفال: 15)

اس آیت میں مجاہدین اسلام کو حکم دیا جا رہا ہے کہ جب تم دین حق کے دشمنوں سے نبرد آزما ہو تو داد شجاعت دو اور بہادری سے ان کے سامنے ڈٹے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت تمہارے ہمرکاب ہوگی۔

ف: یہ یاد رہے! موت وحیات اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں کوئی اسے حیلہ سے موت کو ٹال نہیں سکتا اور نہ زندگی کو بڑھا سکتا ہے۔ اسی لیے دشمن سے جم کر لڑو اور موت سے نہ بھاگو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَقَاتِلُوا فِی سَبِیلِ اللّٰہِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللّٰہَ سَمِیعٌ عَلِیمٌ۔ ترجمہ: اور لڑو اللہ کی راہ میں اور جان لو کہ اللہ سنتا جانتا ہے۔ (البقرۃ: 244) سو بلاوجہ شرعی جنگ سے بھاگنا جائز نہیں۔ دوم: اگر کفار جنگ کی بجائے صلح پر آمادہ ہوں تو اس موقع پر کیا کریں؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ ترجمۃ: اور اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی جھکو اور اللہ پر بھروسہ رکھو، بیشک وہی ہے سنتا جانتا۔ (الانفال: 61)

مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: صلح کی یہ اجازت ایسے حالات میں ہے کہ جب مسلمانوں کا پہلو کمزور ہو اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہو ورنہ جائز نہیں کہ اس صورت میں دشمن کی قوت و شوکت کو توڑنا واجب ہے۔

دوران جنگ اور اسلامی تعلیمات:

قرآن حکیم میں اللہ عزّوجل ارشاد فرماتا ہے : وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ "(ت) اور اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو اللہ پسند نہیں رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو (البقرۃ:190)۔

اس آیت میں مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جنگ کے دوران جب جذبات پر قابو نہیں رہتا۔ آتش انتقام بھڑک رہی ہوتی ہے۔ خبردار! اس وقت بھی کسی پر زیادتی مت کرو۔ کیونکہ زیادتی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ عورتوں، معصوم بچوں، اپاہجوں، بوڑھوں، کسانوں، مزدوروں اور راہبوں پر ہاتھ اٹھانے سے اسلام نے منع فرمایا ہے۔

احادیث مبارکہ:

(اوّل) عن ابْنِ عُمَرَ، قَالَ : نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا۔ (صحيح المسلم، بَاب تَحْرِيمِ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ، ج:3 ص:1364، رقم الحديث: 1744، ط: عيسى البابي الحلبي، القاهرة)

(دوم) وَحَدَّثَنِي عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ بَعَثَ جُيُوشًا إِلَى الشَّامِ. فَخَرَجَ يَمْشِي مَعَ يَزِيدَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَكَانَ أَمِيرَ رُبْعٍ مِنْ

تِلْكَ الْأَرْبَاعِ. فَزَعَمُوا أَنَّ يَزِيدَ قَالَ لِأَبِي بَكْرٍ: إِمَّا أَنْ تَرْكَبَ، وَإِمَّا أَنْ أَنْزِلَ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ «مَا أَنْتَ بِنَازِلٍ، وَمَا أَنَا بِرَاكِبٍ. إِنِّي أَحْتَسِبُ خُطَايَ هَذِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ». ثُمَّ قَالَ لَهُ: «إِنَّكَ سَتَجِدُ قَوْمًا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَّسُوا أَنْفُسَهُمْ لِلَّهِ. فَذَرْهُمْ وَمَا زَعَمُوا أَنَّهُمْ حَبَّسُوا أَنْفُسَهُمْ لَهُ. وَسَتَجِدُ قَوْمًا فَحَصُوا عَنْ أَوْسَاطِ رُءُوسِهِمْ مِنَ الشَّعَرِ. فَاضْرِبْ مَا فَحَصُوا عَنْهُ بِالسَّيْفِ». وَإِنِّي مُوصِيكَ بِعَشْرٍ: «لَا تَقْتُلَنَّ امْرَأَةً، وَلَا صَبِيًّا، وَلَا كَبِيرًا هَرِمًا، وَلَا تَقْطَعَنَّ شَجَرًا مُثْمِرًا، وَلَا تُخَرِّبَنَّ عَامِرًا، وَلَا تَعْقِرَنَّ شَاةً، وَلَا بَعِيرًا، إِلَّا لِمَأْكَلَةٍ. وَلَا تَحْرِقَنَّ نَحْلًا، وَلَا تُغَرِّقَنَّهُ، وَلَا تَغْلُلْ وَلَا تَجْبُنْ»

ترجمہ: امام مالک، یحیی بن سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید بن ابی سفیان کی قیادت میں شام کی طرف ایک لشکر روانہ کیا تو ان کو یہ وصیت کی: عنقریب تم راہبوں سے ملو گے، جنہوں نے اپنے زعم میں خود کو اللہ کے لیے وقف کیا ہوا ہے ان کو چھوڑ دینا، اور عنقریب تم مجوسیوں سے ملو گے جو سر کے درمیان سے بال کاٹتے ہیں ان کو قتل کر دینا، اور میں تم کو دس چیزوں کی وصیت کرتا ہوں: کسی عورت کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے کو، نہ کسی بوڑھے کو اور نہ کسی پھل دار درخت کو کاٹنا، اور نہ کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں کاٹنا اور نہ کسی کھجور کے درخت کو جلانا، نہ کسی آبادی کو ویران کرنا اور نہ کسی کو غرق کرنا اور نہ مال غنیمت میں خیانت کرنا اور نہ بزدلی کرنا۔ (موطأ امام مالك، كتاب الجهاد،

باب النهي عن قتل النساء والولدان في الغزو،ج:2، ص:447، رقم الحديث:10، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان)

ف: مستشرقین حضرات جو اسلام کے نظریہ جہاد پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے ہیں وہی انصاف سے بتائیں کہ دنیا میں کوئی قوم ایسی گزری ہے یا آج کی مہذب و متمدن دنیا میں کوئی قوم ایسی موجود ہے جس کے جنگی قانون میں عدل و انصاف کا یوں لحاظ رکھا گیا ہو۔ آج تو جنگ شروع ہوتی ہے تو پر امن شہریوں اور آباد بستیوں کو ایٹم بموں سے اڑا کر رکھ دیا جاتا ہے۔ عورتوں معصوم بچوں، بوڑھوں، بیماروں، کسی سے درگذر نہیں کی جاتی۔ ہسپتالوں، درسگاہوں، عبادت خانوں تک کا احترام بھی پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔ آج بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کی حفاظت کرنے والے مظلوم فلسطینی مسلمانوں پر کس طرح ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، کٹی پھٹی لاشیں یہ بچوں اور بچیوں، بہنوں اور بیٹیوں کے بے گور و کفن۔ تب بھی مسلمان دہشت گرد؟؟ کیا یہی انصاف کا تقاضا ہے؟

حرفِ آخر:

رسالہ (اسلام کا فلسفہ جہاد) کا پیغام ہے کہ دور حاضر میں مسلمانوں کو جہاد کی بمعنی قتال سے زیادہ دیگر مفہوم یعنی جدوجہد کی زیادہ ضرورت ہے، کیونکہ مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں کو مسلح حملوں یا جنگی مہمات سے زیادہ دیگر محاذوں پر خطرات لاحق ہیں۔ علمی،

سائنسی اور معاشی میدانوں میں جہاد کی ضرورت ہے۔ جس طرح اپنی دفاع میں جہاد بمعنی قتال کی ہے اسی طرح موجودہ دور میں دیگر شعبہ ہائے زندگی کے میدانوں میں دفاع کی اشد ضرورت ہے۔ ثقافتی یلغار ہو یا ذرائع ابلاغ کے ذریعے خبروں اور اطلاعات کی فراہمی اور کمیو نیکیشن کے نئے ٹولز، ہر میدان میں مسلمان پیچھے نظر آتے ہیں۔ لہذا ان میدانوں میں کامیابی کے لئے زیادہ تیاری اور جدوجہد کی جائے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانان عالم کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه و نور عرشه سیدنا و مولانا محمد و آله وأصحابه أجمعین برحمتك یا أرحم الراحمین.

والسلام

دعا گو و دعا جو

محمد توصیف رضا قادری علیمی غفرلہ القوی

ابن علامہ مفتی طفیل احمد مصباحی قدس سرہ

فاضلِ دار العلوم علیمیہ جمداشاہی (یوپی)

وبانی الغزالی اکیڈمی واعلیٰ حضرت مشن

متوطن پرمانک ٹولہ آباد پور کٹیہار بہار الہند

مصادر و مراجع

(1) القرآن الكريم: منزل من الله تعالىٰ

(2) کنزالایمان: للإمام احمد رضا خان القادری الحنفی البریلوی (ت۱۳٤۰ھ)

کتب الحدیث

(3) صحيح البخاري: للامام أبي عبد الله، محمد بن إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة ابن بردزبه البخاري الجعفي (ت ٢٥٦) ط: المطبعة الكبرى الأميرية، ببولاق مصر، ١٣١١ ه

(4) صحيح المسلم: للامام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (ت٢٦١ ه) ط: عيسى البابي الحلبي، القاهرة، ١٣٧٤ ه - ١٩٥٥م/ دارالكفر بيروت، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ ه - ٢٠٠٣م

(5) سنن الترمذي: للامام أبي عيسى محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك الترمذي، (ت ٢٧٩ه) ط: مصطفى البابي الحلبي - مصر،الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ ه - ١٩٧٥ م/دار الغرب الإسلامي - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٩٩٦ م

(6) سنن النسائي: للامام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي، (ت ٣٠٣) ط: المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة،الطبعة: الأولى، ١٣٤٨ ه - ١٩٣٠ م

(7) سنن ابن ماجه: للامام أبي عبد الله محمد بن يزيد ابن ماجه الربعى القزويني، (ت ٢٧٣ ه) ط: دار إحياء الكتب العربية۔

(8) سنن ابى داؤد: للامام أبي داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير الأزدي السجستاني (ت ٢٧٥) ط: المطبعة الأنصارية بدهلي- الهند ،١٣٢٣ ه

(9) المستدرك على الصحيحين: للامام أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري (ت ٤٠٥) ط: دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤١١ - ١٩٩٠

(10) الصحيح ابن حبان: للامام أبي حاتم محمد بن حبان بن أحمد التميمي البُستي (ت ٣٥٤ ه) ط:

دار ابن حزم - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ ھ - ٢٠١٢ م

(11) المعجم الكبير للطبراني: للامام أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني (ت ٣٦٠ھ) ط: مكتبة ابن تيمية - القاهرة،الطبعة: الثانية۔

(12) المعجم الاوسط: للامام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (ت ٣٦٠ ھ) ط:دار الحرمين - القاهرة، ١٤١٥ ھ - ١٩٩٥ م

(13) مسند الشاميين: للامام أبي القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي الطبراني (ت ٣٦٠ھ) ط: مؤسسة الرسالة- بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤٠٥ - ١٩٨٤

(14) شرح مشكل الآثار: للامام أبي جعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (ت ٣٢١ھ) ط: مؤسسة الرسالة،الطبعة: الأولى - ١٤١٥ ھ، ١٤٩٤ م

(15) موطأ امام مالك: للامام دار الهجرة مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (ت ١٧٩) ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت - لبنان،١٤٠٦ ھ - ١٩٨٥ م

(16) الزهد الكبير، للامام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني البيهقي (ت ٤٥٨ھ) ط: مؤسسة الكتب الثقافية - بيروت،الطبعة: الثالثة، ١٩٩٦م

(17) الدعوات الكبير: للامام أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني البيهقي (ت ٤٥٨ھ) ط: غراس للنشر والتوزيع - الكويت،الطبعة: الأولى للنسخة الكاملة، ٢٠٠٩ م

(18) مسند البزار: للامام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار (ت ٢٩٢ ھ) ط: مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة،الطبعة: الأولى، (بدأت ١٩٨٨ م، وانتهت ٢٠٠٩ م)

(19) مسند أبو يعلى: للإمام الحافظ أحمد بن على بن المثنى التميمي (٢١٠ - ٣٠٧ ھ) ط: دار الحديث - القاهرة،الطبعة: الأولى، ١٤٣٤ ھ - ٢٠١٣ م

(20) مسند ابن الجعد: للامام علي بن الجَعْد بن عبيد الجَوْهَري البغدادي (ت ٢٣٠ھ) ط: مؤسسة

نادر - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤١٠ - ١٩٩٠

(21) مصنف ابن أبي شيبة: للامام أبى بكر عبد الله بن محمد بن أبي شيبة الكوفي العبسي (ت ٢٣٥ ه) ط: مكتبة الرشد - الرياض،الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ ه - ١٩٨٩ م

(22) شعب الإيمان: للامام أبى بكر أحمد بن الحسين البيهقي (٣٨٤ - ٤٥٨ ه) ط: مكتبة الرشد،الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ ه - ٢٠٠٣ م

(23) تهذيب الكمال في أسماء الرجال: للامام جمال الدين أبو الحجاج يوسف المزي (٦٥٤ - ٧٤٢ ه) ط :مؤسسة الرسالة - بيروت،الطبعة: الأولى، (١٤٠٠ - ١٤١٣ ه) (١٩٨٠ - ١٩٩٢ م)

(24) شرح صحيح البخارى: للامام ابن بطال أبى الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (ت ٤٤٩ه) ط: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض،الطبعة: الثانية، ١٤٢٣ه - ٢٠٠٣م

(35) عمدة القاري شرح صحيح البخاري: للامام بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العينى الحنفى (ت ٨٥٥ ه) ط: دارالكتب العلمية- بيروت - لبنان،الطبعة: الأولى ١٤٢١ه ٢٠٠١م

(36) فتح الباري شرح صحيح البخاري: للامام شهاب الدين أبى الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢ ه) ط: دار المعرفة - بيروت ١٣٧٩ه

(37) زهر الفردوس: للامام شهاب الدين أبى الفضل أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢ ه) ط: جمعية دار البر، دبي،الطبعة: الأولى، ١٤٣٩ ه - ٢٠١٨ م

(38) شرح سنن ابن ماجة: للامام الحافظ أبى الفضل جلال الدين عبدالرحمن أبى بكر السيوطى الشافعى (ت ٩١١) ط: قديمي كتب خانة - كراتشى۔

(39) التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: للامام أبى عمر بن عبد البر النمري القرطبي (٣٦٨ - ٤٦٣ ه) ط: مؤسسة الفرقان للتراث الإسلامي - لندن،الطبعة: الأولى، ١٤٣٩ ه - ٢٠١٧ م

(40) جامع بيان العلم وفضله: للامام أبى عمر يوسف بن عبد البر النمري القرطبي (ت ٤٦٣ ه) ط: دار ابن الجوزي - السعودية،الطبعة: الأولى، ١٤١٤ ه - ١٩٩٤ م

(41) الترغيب والترهيب: للامام عبد العظيم بن عبد القوي بن عبد الله، أبو محمد، زكي الدين المنذري

(ت ٦٥٦ ھ) ط: دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤١٧

(42) مسند الفردوس بمأثور الخطاب: للامام شيرويه بن شهردار بن شيرو يه بن فناخسرو، أبي شجاع الديلميّ الهمذاني (ت ٥٠٩ھ) ط: دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤٠٦ ھ - ١٩٨٦م

(43) مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: للامام أبي الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي (ت ٨٠٧ھ) ط: مكتبة القدسي، القاهرة، ١٤١٤ ھ، ١٩٩٤ م

(44) مسند أحمد بن حنبل، للامام احمد بن حنبل (ت ٢١٤ ھ) ط: مؤسسة الرسالة

(45) جامع العلوم والحكم: للعلامة زين الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن شهاب الدين الشهير بابن رجب الحنبلي (٧٣٦ - ٧٩٥ ھ) ط: دار ابن كثير، دمشق - بيروت

كتب التفاسير

(46) تفسير الخازن = لباب التأويل في معاني التنزيل: للامام علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم بن عمر الشيحي أبو الحسن، المعروف بالخازن (ت ٧٤١ھ) ط: دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤١٥ ھ

(47) روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى: للإمام شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني الألوسي (ت ١٢٧٠ھ) ط: دار الكتب العلمية - بيروت،الطبعة الأولى، ١٤١٥ ھ

(48) الكشف والبيان عن تفسير القرآن: للإمام أبي إسحاق أحمد بن إبراهيم الثعلبي (ت ٤٢٧ ھ) ط: دار التفسير، جدة - المملكة العربية السعودية،الطبعة: الأولى، ١٤٣٦ ھ - ٢٠١٥ م۔

(49) التفسير الكبير: للإمام أبي عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (ت ٦٠٦ھ) ط: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة: الثالثة - ١٤٢٠ ھ

(50) تفسير أبي السعود = إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم، للإمام أبي السعود العمادي محمد بن محمد بن مصطفى (ت ٩٨٢ھ) ط: دار إحياء التراث العربي - بيروت

(51) تفسير النسفي = مدارك التنزيل وحقائق التأويل،للإمام أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود

حافظ الدين النسفي (ت ٧١٠هـ) ط: دار الكلم الطيب، بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م۔
(52) تفسير القرطبي = الجامع لأحكام القرآن، للإمام أبي عبد الله، محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي (ت ٦٧١)، ط: دار الكتب المصرية - القاهرة،الطبعة: الثانية، ١٣٨٤ هـ - ١٩٦٤ م
(53) الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل: للعلامة أبي القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشري جار الله (ت ٥٣٨هـ) ط: دار الكتاب العربي - بيروت،الطبعة: الثالثة - ١٤٠٧ هـ
(54) خزائن العرفان: للعلامة سيد نعيم الدين مرادآبادی(ت١٣٦٧هـ)
(55) نورالعرفان: للعلامة مفتی احمد يار خان نعيمی(ت١٣٩١هـ)
(56) تفسير القران الكريم: للعلامة محمد أحمد إسماعيل المقدم

كتب الفقه

(57) حاشية ابن عابدين = رد المحتار، لخاتمة المحققين محمد أمين، الشهير بابن عابدين (ت ١٢٥٢ هـ) ط: مصطفى البابي الحلبي مصر،الطبعة: الثانية ١٣٨٦ هـ = ١٩٦٦ م
(58) بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: للإمام علاء الدين، أبي بكر بن مسعود الكاساني الحنفي الملقب بـ «بملك العلماء» (ت ٥٨٧ هـ) ط: دار الكتب العلمية بيروت،الطبعة: الثالثة ١٤٠٦هـ ١٩٨٦م
(59) فتح القدير على الهداية: للإمام كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي ثم السكندري، المعروف بابن الهمام الحنفي (المتوفى سنة ٨٦١ هـ) ط: مصطفى البابي الحلبي مصر،الطبعة: الأولى، ١٣٨٩ هـ = ١٩٧٠ م
(60) حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني: للإمام أبي الحسن، علي بن أحمد بن مكرم الصعيدي العدوي (ت ١١٨٩هـ) ط:دار الفكر - بيروت۔
(61) مطالب أولي النهى فی شرح غاية المنتهى: للإمام مصطفى بن سعد بن عبده السيوطي الرحيبانی الدمشقي الحنبلي (ت ١٢٤٣هـ) ط:المكتب الإسلامي،الطبعة: الثانية، ١٤١٥هـ - ١٩٩٤م
(62) المغني لابن قدامة: للإمام أبي محمد عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم

الدمشقيّ الحنبلي (٥٤١ - ٦٢٠ ه) ط: مكتبة القاهرة،الطبعة: الأولى، (١٣٨٨ ه = ١٩٦٨ م) - (١٣٨٩ ه = ١٩٦٩ م)

(63) روضة الطالبين وعمدة المفتين: للإمام أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف النووي الشافعی (ت ٦٧٦ه) ط: المكتب الإسلامي، بيروت- دمشق- عمان،الطبعة: الثالثة، ١٤١٢ه / ١٩٩١م

(64) المدخل: للامام أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدري الفاسي المالكي الشهير بابن الحاج (ت ٧٣٧ه) ط: دار التراث

(65) حکمة التشریع و فلسفته: للعلامة الشیخ علی احمد الجرجاوی، ط: دارالفکر،الطبعة الثانية، ١٤٢٤ه - ٢٠٠٣م

(66) العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة : للإمام احمد رضا خان القادری الحنفی البریلوی (ت١٣٤٠ه) ط: رضا فاؤنڈیشن لاہور،١٤١٨ه ٢٩٩٨م

(67) بہار شریعت: لصدر الشریعة العلامة مفتی امجد علی الاعظمی(ت١٣٦٧ه) ط: مکتبة المدینة

کتب العقائد

(68) المنتقى من منهاج الاعتدال: للامام شمس الدين أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَايْماز الذهبي (ت ٧٤٨ه)

کتب اللغات

(69) معجم مقاييس اللغة: للعلامة أبي الحسين أحمد بن فارس بن زكرياء القزويني الرازي (ت ٣٩٥ ه) ط: دار الفكر،١٣٩٩ه - ١٩٧٩م

(70) تهذيب اللغة، للعلامة أبي منصور محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي (ت ٣٧٠ه) ط: دار إحياء التراث العربي - بيروت، الطبعة الأولى، ٢٠٠١م

(71) المفردات في غريب القرآن: للعلامة أبي القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی (ت ٥٠٢ه) ط: دار القلم، الدار الشامية - دمشق بيروت،الطبعة: الأولى - ١٤١٢ ه

(72) لسان العرب :للإمام اللغوي الحجة محمد بن مكرم بن على، أبي الفضل، جمال الدين ابن منظور الأنصاري الرويفعى الإفريقى (ت ٧١١ه) ط: دار صادر - بيروت،الطبعة: الثالثة - ١٤١٤ ه

(73) كتاب التعريفات: للعلامة علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجاني (ت ٨١٦ه) ط: دار الكتب العلمية بيروت -لبنان، الطبعة الأولى ١٤٠٣ه -١٩٨٣م

(74) كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مصطفى بن عبد الله، الشهير بحاجي خليفة وبكاتب جلبي (ت ١٠٦٧) ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، ١٩٤١ م

كتب التاريخ

(75) تاريخ بغداد: أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (ت ٤٦٣ه) ط: دار الغرب الإسلامي - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ه - ٢٠٠٢ م

(76) تاريخ مدينة دمشق: للعلامة أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي المعروف بابن عساكر (٤٩٩ ه - ٥٧١ ه) ط :دار الفكر بيروت لبنان،١٤١٥ ه - ١٩٩٥ م

كتب الادب

(77) للعلامة أبي القاسم الاصفهاني في محاضرات الادباء ومحاورات الشعراء والبلغاء، ط: شركة دار الأرقم بن أبي الأرقم - بيروت،الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ ه



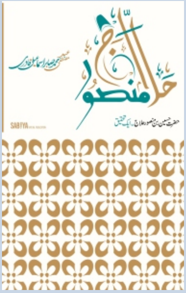




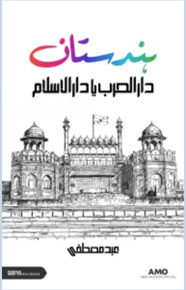
OUR OTHER PUBLICATIONS













Abde Mustafa Publications

AMO

Powered By Abde Mustafa Organisation

abdemustafa.org

@abdemustafaorg